عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے

96 سال

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

مُلتان

11 نومبر 2026ء | جمادی الاخریٰ 1448ھ

خلیلِ پیغمبر

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو دوست بناتا، تو ابوبکرؓ کو دوست بناتا۔“

(سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:۷۰، رقم الحدیث:۹۳)

- احرار کارکنوں سے چند گزارشات
- بچوں کی تعلیم و تربیت کا نبوی منہج
- فکرِ الحاد اور اسلامی تصورِ حیات
- عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
- سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخی فیصلہ عظیم الشان فتح، 17 اکتوبر 2026ء

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے 97 سال
Special Offer
new
سالانہ ختمِ نبوت کیلنڈر
2027
خصوصیات
قرآنی آیات، احادیث اور اقوالِ اکابر سے مزین
اسلامی اور عیسوی تاریخوں کی واضح نشاندہی
قیمت / R.S
150
سوشل میڈیا
مجلس احرار اسلام پاکستان
ORDER NOW
03047327857
Follow WhatsApp channel
Majliseahrar
Majlis-e-ahrar
www.ahrar.org.pk
AhrarMediaOfficial
مرکزی دفتر لاہور
69-C حسین سٹریٹ نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور
0300-9522878
مرکز ملتان
دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ایم ڈی اے چوک ملتان
0304-7327857 <> 0301-7181267
مجلس احرار اسلام پاکستان
مکتبہ مجلس احرار اسلام
0304-7327857
ماہنامہ نقیب ختم نبوت پڑھیے
0304-2265485
ختم نبوت خط و کتابت کورس کیجیے
0300-4716780
ختم نبوت آن لائن کورس کیجیے
0300-5780390 / 0301-5935658

بیاد

حضرت امیرِ شریعت، سید الاحرار

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی و امیرِ اوّل مجلس احرار اسلام

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd.M.NO.32 — جلد 37 — شمارہ 11

نومبر 2026ء — جمادی الاخریٰ ۱۴۴۸ھ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

جانشینِ امیرِ شریعت، امام الاحرار حضرت مولانا

سیّد ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ

(مسند نشین خانقاہ سراجیہ)

سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب

جناب ملک محمد یوسف صاحب

مدیر مسئول: سیّد محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، میاں محمد اویس

سیّد عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار

منتظم ترسیلات: محمد فیصل فراز، احمد علی

رابطہ 0304-2265485

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— 600/= روپے

فی شمارہ —— 50/= روپے

بیرونِ ملک —— 9000/= روپے

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

www.ahrar.org.pk kafeel.bukhari@gmail.com

majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوّۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان — ناشر: سیّد محمد کفیل بخاری — طابع: تشکیلِ نو پرنٹرز ملتان

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان — اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل 0278-1005278 — ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ	مجلس احرار اسلام کے 97 برس، احرار کارکنوں سے چند گزارشات	سید محمد کفیل بخاری	3
افکار	سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخی فیصلہ عظیم الشان فتح، 7 اکتوبر 2026ء	سید عطاء المنان بخاری	5
//	قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کے مقدمے میں اہم عدالتی فیصلہ	//	8
//	فکرِ الحاد اور اسلامی تصورِ حیات	حافظ محمد اسامہ پسروری	9
دین ودانش	عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین	مولانا ابوخالد قاسمی	13
//	بچوں کی تعلیم وتربیت کا نبوی منہج (قسط نمبر:1)	مولانا ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی	21
//	عقیدۂ ایصالِ ثواب (قسط نمبر:5)	مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ	26
خطاب	سیرتِ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین قسط نمبر:2)	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	29
//	منہج نبوت............قرآن وحدیث کی روشنی میں (قسط نمبر:2)	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	36
آپ بیتی	محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں (قسط نمبر:18)	مولانا محمد مغیرہ	41
رپورٹ	مسلم ہسپتال چناب نگر میں فری میڈیکل وآئی کیمپ اور سفید موتیا کا آپریشن	ادارہ	47
مطالعہ قادیانیت	قادیانیت کا ایک اور روپ فتنۂ دیندار انجمن (قسط نمبر:5)	امجد علی مردانوی	48
//	قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد (قسط نمبر:5)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ	55
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	59
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

☆......☆......☆

دل کی بات	سید محمد کفیل بخاری

مجلس احرار اسلام کے 97 برس

احرار کارکنوں سے چند گزارشات

مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی قدیم دینی وسیاسی جماعت ہے۔تحریک آزادی، تحاریک مقدس تحفظ ختم نبوت، تحریک مدحِ صحابہ اور درجنوں تحریکیں تاریخ احرار کا فخر واثاثہ ہیں۔مجلس احرار اسلام، علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور سینکڑوں علماء ومشائخ رحمھم اللہ اور دیگر قومی وسیاسی رہنماؤں کی امانت ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ابناءامیر شریعت حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، حضرت سید عطاء المحسن بخاری، حضرت سید عطاء المؤمن بخاری اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمھم اللہ نے اس دینی وقومی امانت کی خوب حفاظت فرمائی۔پرچم احرار، پرچم ختم نبوت بلند رکھا اور احرار کارکنوں کی اعتقادی وفکری تعلیم وتربیت نہایت اعلیٰ طریقے پر فرمائی۔احرار کو تباہ وبرباد کرنے کی اندرونی وبیرونی سازشوں کا اللہ تعالیٰ کے فضل ونصرت سے بڑی جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ہم اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں احرار سے وابستہ کیا اور اس عظیم الشان امانت کی حفاظت اور بقاء کی سعادت عطاء فرمائی۔

بانی وامیر اوّل، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

''مجلس احرار اسلام کا قیام وبقاء بہر حال ایک شرعی اَمر ہے''

''خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے مگر میں مجلس احرار اسلام کا علم بلند رکھوں گا۔بقاء احرار مجھے اپنی جان سے بھی عزیز ہے''۔

مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہر کارکن کی یہ ذمہ داری اور حلفِ رکنیت کا تقاضا ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتیں احرار کی ترقی وبقاء کے لیے صرف کردے۔

انگریز سامراج سے آزادی کا حصول، اسلام کی دعوت وتبلیغ، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، انسانیت کی خدمت اور مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ مجلس احرار اسلام کے قیام کے اعلیٰ مقاصد تھے۔قیام پاکستان کے بعد تمام تر توجہ تحفظ ختم نبوت اور دعوت وتبلیغ پر مرتکز ہوگئی۔حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احرار کی آئندہ حکمت عملی طے کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’تبلیغ اعتقاد صحیحہ، تنقید رسومات قبیحہ، اعلاء کلمۃ الحق، اعلان و بیانِ عقیدۂ ختم نبوت اور اظہارِ فضائل صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مجلس کے فرائض میں سے ہیں‘‘

جانشین امیر شریعت حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ہمارے صرف تین دشمن ہیں۔ دشمن خدا، دشمن رسول اور دشمن ازواج واصحاب رسول‘‘

انہی عنوانات کے تحت احرار نے ملحدین ومشرکین، قادیانیت اور سبائیت کے خلاف اپنی پُر امن فکری دینی جدوجہد جاری رکھی جو تا حال جاری ہے۔

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’امت مسلمہ عقائد کے اعتبار سے توحید، ختم نبوت، قرآن کریم اور قیامت پر متفق ہے۔ بنیاد کے اعتبار سے کلمہ (شہادتیں) نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ پر متفق ہے۔ اعمال کے اعتبار سے اسوۂ حسنہ وسنت مطہرہ، سنتِ خلفاء راشدین، اسوۂ صحابہ وصحابیات اور اجماعِ امت پر متفق ہے۔ یہی دینِ اسلام ہے، اس کے سِوا کچھ نہیں پھر آج ہمارے معاشرے میں دین کے نام پر مسلکی ومشربی جنگ وتفرقہ کس اعتبار سے اور کیوں کر درست ہے؟

یہ جنگ، مذہبی ہے نہ سیاسی، یہ جتھہ بندی، گروہی تسلط وغلبہ، شخصی تفوق اور معاشی مسئلہ کی جنگ ہے‘‘

درج بالا افکار کی روشنی میں احرار کارکن اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

رکنیت سازی:

2027ء میں مجلس احرار اسلام کی دستوری مدت کے مطابق آئندہ پانچ سالہ قیادت کا انتخاب ہونا ہے۔ یونین کونسل کی سطح سے لے کر شہر وضلع اور صوبہ تک ملک بھر میں رکنیت سازی کا عمل شروع ہے۔ ماتحت شاخوں کی قیادت اور کارکنان اسے ایک مہم اور ہدف بنا کر محنت کریں۔ رکنیت سازی کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ ڈالیں۔ زیادہ سے زیادہ افراد کو احرار کا رکن بنائیں اور دستور کے مطابق خواتین میں بھی بھر پور محنت کر کے انہیں احرار میں شامل کریں۔ رکنیت سازی، ماتحت شاخوں کی تشکیل وانتخابات کے بعد مرکزی انتخابات ہوں گے۔ ان شاءاللہ۔ آپ جماعت کو جتنی افرادی قوت اور مالی مدد فراہم کریں گے، جماعت اتنی ہی ترقی کرے گی اور مضبوط ہوگی۔ 2029ء میں احرار کا صد سالہ اجتماع منعقد ہوگا۔ اُس کے لیے ہمیں اپنے کارکنوں اور رضا کاروں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوگا۔ صد سالہ اجتماعِ احرار کو تاریخ ساز اور عہد ساز بنانے کے لیے سخت محنت اور جدوجہد کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین ثم آمین

اٹھو نیند کے ماتو ظلمت لگی ہے ہارنے
زندگی کا صور پھونکا مجلس احرار نے

سید عطاء المنان بخاری

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخی فیصلہ
عظیم الشان فتح، 17 اکتوبر 2026ء

سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک تاریخ ساز و عظیم الشان فیصلہ سناتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب قیصر ایوب کی اپیل خارج کی اور اس کی سزائے موت کی توثیق (Confirm) کر دی ہے۔ پاکستان کی عدالتی تاریخ میں یہ سپریم کوٹ کی جانب سے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مجرم کی سزائے موت برقرار رکھنے کا پہلا عظیم الشان فیصلہ ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ فیصلہ ملک میں گستاخان رسول کو کیفر کردار اور تختۂ دار تک پہنچانے کی جانب اہم عملی پیش رفت ہے۔ قارئین و محاذ ختم نبوت پر کام کرنے والے افراد کے لیے کیس کا خلاصہ اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کے چند صفحات ریکارڈ کے طور پر پیش خدمت ہیں تا کہ سند رہے۔

☆......☆......☆

1۔ پس منظر و وقوعہ: آمون ایوب ولد ایوب بھٹی نے اپریل 2009ء میں لاہور گلبرگ F/97 راجہ سنٹر مین مارکیٹ گلبرگ لاہور میں ایک دفتر کرایہ پر حاصل کیا اور اس میں PTCL نمبر 0425091181 اپنے نام سے لگوایا پھر انٹرنیٹ کنکشن حاصل کیا جو کہ سائبر کرائم کی رپورٹ میں بھی ثابت ہوا۔

2۔ تنظیم کا قیام اور گستاخانہ ویب سائٹس: قیصر ایوب ملزم برادر آمون ایوب نے ایک تنظیم United Christian "Organization (Pakistan) (ucopak) بنائی جس کا صدر و سرپرست خود بنا۔ قیصر ایوب نے تنظیم بنانے کے بعد ایک عدد ویب سائٹ www.ucopak.com کی ڈومین حاصل کی اور اسی نام سے ویب سائٹ بنائی اور اس ویب سائٹ پر توہین آمیز مواد اپ لوڈ کرنا شروع کر دیا۔ قیصر ملزم نے ایک مزید ویب سائٹ www.ucopak.wordpress.com بنائی اور اس پر بھی انتہائی گستاخانہ مواد کریئیٹ کرنا، اپ لوڈ کرنا، شیئر کرنا شروع کیا۔ دونوں ویب سائٹ کا ایڈریس، پی ٹی سی ایل نمبر اور بالخصوص ای میل ایڈریس قیصر کا دوران انکوائری سائبر کرائم تفتیش مقدمہ اور شہادت سے ثابت ہوا۔

3۔ ایف آئی اے انکوائری: محمد سعید ولد غلام سرور ساکن تلہ گنگ نے اگست 2010 کے آخری ہفتہ میں اس بابت تھانہ سٹی تلہ گنگ میں مقدمہ درج کرانے کے لیے کوشش کی جس پر پولیس نے محمد سعید کو FIA کے پاس جانے کا کہا تو مورخہ 10-11-2010 کو FIA دفتر میں درخواست دی جس پر باقاعدہ انکوائری نمبر 108/10 ہوئی اور انکوائری میں مکمل طور پر قیصر ایوب اور آمون ایوب کا انٹرنیٹ پر توہین آمیز مواد کو کریئیٹ کرنا،

اپ لوڈ کرنا، ثابت ہوا اور FIA کو IG پنجاب کو خط لکھا کہ ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

4۔مقدمے کا باقاعدہ اندراج: محمد سعید نے 09-06-2011 کو تھانہ سٹی تلہ گنگ میں مقدمہ درج کرنے کے لیے درخواست دی جس پر FIR نمبر 105/2011 تحت دفعہ 295 تعزیرات پاکستان درج ہوئی۔

5۔تفتیش اور گرفتاری: مقدمہ کی پہلی تفتیش SP انوسٹی گیشن یحییٰ ورک نے کی اور ملزمان کو درست گنہگار قرار دیا۔ قیصر ایوب ملزم مورخہ 11-11-2014 کو گرفتار ہوا اور تفتیش SP انوسٹی گیشن عبدالجبار نے کی اور دوران تفتیش مورخہ 16-11-2014 کو ملزم قیصر سے لیپ ٹاپ کمپیوٹر دیگر آلات وغیرہ برآمد ہوئے، آمون ایوب مورخہ 18-4-2015 کو گرفتار ہوا جس کی تفتیش بھی SP انوسٹی گیش عبدالجبار نے کی دوران تفتیش مورخہ 22-04-2015 کو اس سے بھی لیپ ٹاپ برآمد ہوا۔ دونوں ملزمان نے کسی بھی فورم پر برآمدگی کو چیلنج نہ کیا۔

6۔فرانزک رپورٹس: تفتیشی آفیسر نے دونوں ملزمان سے برآمدشدہ اشیاء فرانزک کے لیے سائبر کرائم بھجوائیں جن کی رپورٹس کے مطابق بھی اشیائے مذکورہ میں توہین آمیز مواد کا ہونا ثابت ہوا، اور یہ بھی ثابت ہوا قیصر ملزم کے ذاتی لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر سے ذاتی ریکارڈ پاسپورٹ، ویزا، ٹکٹس خود و فیملی بیرون ملک سفر، انتہائی توہین آمیز مواد بشکل آرٹیکل، لٹریچر، E-Mail وغیر اللہ کی توہین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی گستاخی، قرآن پاک کی توہین، صحابہ کرام، اہل بیت، انبیاء، ام المومنین امی عائشہ کی توہین ہونا ثابت ہے، نیز رپورٹس مذکورہ کو کسی جگہ پر بھی ملزمان نے چیلنج کیا اور نہ ہی دوبارہ تصدیق کے لیے کوئی تحرک کیا۔

7۔عدالت میں گواہان کی شہادتیں: دوران ٹرائل مقدمہ گواہان خالد محمود SI، خرم شہزاد، حامد علی SHO محمد سعید مستغیث، راحیل ملک گواہ، SP یحییٰ ورک، SP عبدالجبار اور SP امیر عبداللہ اور محبوب حسین ASI، جبکہ FIA سائبر کرائم کی طرف سے انکوائری نمبر 10/108 کے ذمہ دار عبدالغفار ڈائریکٹر سائبر کرائم اور برآمدشدہ اشیاء کی رپورٹس کے جاری کرنے والے ڈپٹی ڈائریکٹر محمود الحسن پیش ہوئے۔

8۔ایڈیشنل سیشن کورٹ کا فیصلہ: ایڈیشنل سیشن جج صاحب نے مورخہ 13-12-2018 کو جرم ثابت ہونے پر ملزمان کو سزائے موت کا حکم دیا۔

9۔لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ: اپیل میں عدالت عالیہ نے 08-06-2022 کو اپیل ہائے خارج فرمادیں۔

10۔سپریم کورٹ آف پاکستان کا حتمی فیصلہ: 2022 سے 2026 تک سپریم کورٹ میں اپیلیں زیر سماعت رہیں، اس دوران وکیل مقدمہ محترم جناب ملک طارق ایڈووکیٹ ہائی کورٹ اور مدعی مقدمہ مجاہد ختم نبوت محترم جناب محمد سعید کی دن رات کی محنت و کاوش سے عدالت عظمیٰ کے معزز بینچ (چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس شکیل احمد، جسٹس یحییٰ آفریدی اور جسٹس اشتیاق ابراہیم) نے اپیلوں پر فیصلہ محفوظ کرتے ہوئے ملعون کی سزائے موت کو برقرار رکھا اور مورخہ 17 اکتوبر 2026 کو فیصلہ صادر فرمادیا۔ الحمدللہ رب العالمین!

خراج تحسین وعقیدت: 16 سال اور 4 ماہ کی اس طویل، صبر آزما اور کٹھن جد وجہد، دن رات کی محنت اور ثابت قدمی سے اس کفر و گستاخی کے کیس کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے پر ضلع تلہ گنگ کے مدعی مقدمہ مجاہد ختم نبوت محترم جناب محمد سعید اور وکیل مقدمہ محترم جناب ملک طارق ایڈووکیٹ صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا ہے کہ اللہ ہمیشہ ہر میدان میں آپ حضرات کو ثابت قدم رکھے۔ آمین!

پارلیمنٹ اور حکومت وقت سے پرزور مطالبہ: اس تمام مستند تاریخی پس منظر اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے 7 اکتوبر 2026 کے حتمی فیصلے کے بعد، مسلمانان پاکستان اور امت مسلمہ کا پارلیمنٹ، حکومت اور متعلقہ اعلیٰ اداروں سے یہ پُر زور مطالبہ ہے کہ:

سپریم کورٹ آف پاکستان کی تاریخ کے اس اہم ترین اور تاریخی فیصلے پر بلا تاخیر فوری اور من وعن "عمل درآمد" کیا جائے تاکہ اس ملعون کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور ناموس رسالت ﷺ کے تقدس کا عملی اور قانونی تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

پہلا اور آخری صفحہ کا عکس ریکارڈ کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

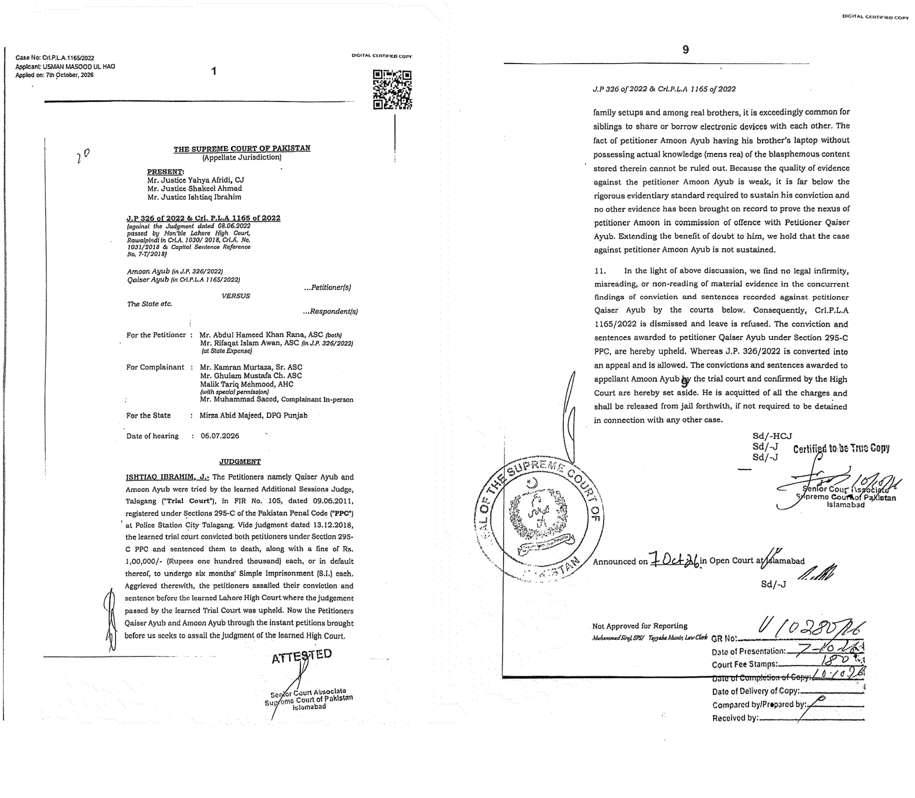

Case No: Crl.P.L.A.1165/2022
Applicant: USMAN MASOOD UL HAQ
Applied on: 7th October, 2026

DIGITAL CERTIFIED COPY

1

THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Appellate Jurisdiction)

PRESENT:
Mr. Justice Yahya Afridi, CJ
Mr. Justice Shakeel Ahmad
Mr. Justice Ishtiaq Ibrahim

J.P 326 of 2022 & Crl. P.L.A 1165 of 2022
(against the Judgment dated 08.06.2022 passed by Hon'ble Lahore High Court, Rawalpindi in Crl.A. 1030/ 2018, Crl.A. No. 1031/2018 & Capital Sentence Reference No. 7-T/2018)

Amoon Ayub (in J.P. 326/2022)
Qaiser Ayub (in Crl.P.L.A 1165/2022)
...Petitioner(s)

VERSUS

The State etc.
...Respondent(s)

For the Petitioner : Mr. Abdul Hameed Khan Rana, ASC *(both)*
Mr. Rifaqat Islam Awan, ASC *(in J.P. 326/2022)* *(at State Expense)*

For Complainant : Mr. Kamran Murtaza, Sr. ASC
Mr. Ghulam Mustafa Ch. ASC
Malik Tariq Mehmood, AHC *(with special permission)*
Mr. Muhammad Saeed, Complainant In-person

For the State : Mirza Abid Majeed, DPG Punjab

Date of hearing : 06.07.2026

JUDGMENT

ISHTIAQ IBRAHIM, J.- The Petitioners namely Qaiser Ayub and Amoon Ayub were tried by the learned Additional Sessions Judge, Talagang (**"Trial Court"**), in FIR No. 105, dated 09.06.2011, registered under Sections 295-C of the Pakistan Penal Code (**"PPC"**) at Police Station City Talagang. Vide judgment dated 13.12.2018, the learned trial court convicted both petitioners under Section 295-C PPC and sentenced them to death, along with a fine of Rs. 1,00,000/- (Rupees one hundred thousand) each, or in default thereof, to undergo six months' Simple Imprisonment (S.I.) each. Aggrieved therewith, the petitioners assailed their conviction and sentence before the learned Lahore High Court where the judgement passed by the learned Trial Court was upheld. Now the Petitioners Qaiser Ayub and Amoon Ayub through the instant petitions brought before us seeks to assail the judgment of the learned High Court.

ATTESTED
Senior Court Associate
Supreme Court of Pakistan
Islamabad

DIGITAL CERTIFIED COPY

9

J.P 326 of 2022 & Crl.P.L.A 1165 of 2022

family setups and among real brothers, it is exceedingly common for siblings to share or borrow electronic devices with each other. The fact of petitioner Amoon Ayub having his brother's laptop without possessing actual knowledge (mens rea) of the blasphemous content stored therein cannot be ruled out. Because the quality of evidence against the petitioner Amoon Ayub is weak, it is far below the rigorous evidentiary standard required to sustain his conviction and no other evidence has been brought on record to prove the nexus of petitioner Amoon in commission of offence with Petitioner Qaiser Ayub. Extending the benefit of doubt to him, we hold that the case against petitioner Amoon Ayub is not sustained.

11. In the light of above discussion, we find no legal infirmity, misreading, or non-reading of material evidence in the concurrent findings of conviction and sentences recorded against petitioner Qaiser Ayub by the courts below. Consequently, Crl.P.L.A 1165/2022 is dismissed and leave is refused. The conviction and sentences awarded to petitioner Qaiser Ayub under Section 295-C PPC, are hereby upheld. Whereas J.P. 326/2022 is converted into an appeal and is allowed. The convictions and sentences awarded to appellant Amoon Ayub by the trial court and confirmed by the High Court are hereby set aside. He is acquitted of all the charges and shall be released from jail forthwith, if not required to be detained in connection with any other case.

Sd/-HCJ
Sd/-J
Sd/-J

Certified to be True Copy
Senior Court Associate
Supreme Court of Pakistan
Islamabad

SEAL OF THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

Announced on 7 Oct 26 in Open Court at Islamabad
Sd/-J

Not Approved for Reporting
Muhammad Siraj, SPS/ Tayyaba Munir, Law Clerk

GR No:
Date of Presentation:
Court Fee Stamps:
Date of Completion of Copy:
Date of Delivery of Copy:
Compared by/Prepared by:
Received by:

قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمے میں اہم عدالتی فیصلہ

قادیانی جماعت سمیت جھوٹی نبوت کے نام پر اٹھنے والے تمام فتنے غیر مسلم اور کافر ہیں جن کا مسلمانوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ اور قادیانی تو آئین پاکستان کے مطابق بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیے جا چکے ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی رو سے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت اور اسلامی شعائر کا استعمال نہیں کر سکتے۔

2024 میں مبارک ثانی قادیانی کیس جو کہ تحریف شدہ قرآن کریم کی اشاعت، تعلیم اور قادیانی مذہب کی تبلیغ کے حوالے سے تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو فتح مبین عطاء فرمائی تھی اور قادیانیت رسوا ہوئی تھی۔

حالیہ دنوں میں بھی 23 اکتوبر 2026 کو سیشن کورٹ لاہور کے جج محترم جناب نصرت علی صدیقی، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور، نے مقدمہ نمبر 88/2019، تھانہ FIACCRC لاہور میں قادیانی ملزمان کو قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمے میں مختلف قانونی دفعات کے تحت قید کی سزائیں سنائیں۔

☆ ملزم شیراز احمد (چک چھٹہ تحصیل و ضلع حافظ آباد) کو دفعہ PECA11 کے تحت 7 سال، دفعہ A-295 PPC کے تحت 7 سال اور دفعہ PPC C-298 کے تحت 3 سال قید کی سزا سنائی۔

☆ ملزم ملک ظہیر احمد (552/S امپیریل گارڈن، برقی روڈ، لاہور) کو دفعہ PPC C-298 کے تحت 3 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

☆ ملزم محمود اقبال ہاشمی مفرور قرار دیا گیا۔

ملزم ظہیر ہیومن رائٹس کمیشن کا کارکن اور قادیانی جماعت کا سیکرٹری امور خارجہ تھا۔ عدالتی فیصلہ کے مطابق ملزمان ممنوعہ ترجمۂ قرآن مجید اور دیگر قادیانی لٹریچر، کتب بشمول روحانی خزائن، کی تبلیغ و اشاعت میں ملوث پائے گئے۔ ملزمان کی جانب سے عثمان کریم الدین قادیانی پیش ہوا۔ مدعی کی جانب سے محترم شیخ نواز ایڈووکیٹ صاحب نے مقدمے کی پیروی کی۔

ان شاء اللہ ان مقدمات میں بھی فتح و نصرت مسلمانوں کا ہی مقدر ٹھہرے گی اور قادیانیت ہمیشہ کی طرح رسوا ہوگی۔ فیصلہ کے ایک صفحہ کا عکس ریکارڈ کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

IN THE COURT OF NUSRAT ALI SIDDIQUI MALIK
ADDITIONAL SESSIONS JUDGE, LAHORE

The State

Versus

1. **Sheraz Ahmad s/o Basharat Ahmad Qamar r/o Chak Chathha, Tehsil and District Hafizabad**
2. **Zaheer Ahmad s/o Muhammad Yousaf r/o 552/S, Imperial Garden, Barki Road, Lahore**

Case FIR No.C-88/2019
Offences u/s 11-PECA read with sections 295-A/295-B/295-C/298-C/109 PPC
Police Station: FIA CCRC, Lahore

WARRANT OF COMMITMENT/SENTENCE

To

The Superintendent,
Camp/District Jail, Lahore

Whereas at the sessions trial held before me on this 23rd day of October, 2026, accused **Sheraz Ahmad s/o Basharat Ahmad Qamar r/o Chak Chathha, Tehsil and District Hafizabad** is declared guilty of commission of offences u/s 11 PECA 2016 r/w sections 295-A/298-C PPC, therefore, he is convicted as under:-

- **Under Section 11 PECA, 2016** Sentenced to seven (7) years rigorous imprisonment with fine of Rs.1,00,000/-. In case of non-payment of fine two (2) months further simple imprisonment.
- **Under Section 295-A PPC** Sentenced to seven (7) years rigorous imprisonment with fine of Rs.1,00,000/-. In case of non-payment of fine two (2) months further simple imprisonment.
- **Under Section 298-C PPC** Sentenced to three (3) years rigorous imprisonment with fine of Rs.50,000/-. In case of non-payment of fine one (1) month further simple imprisonment.

The accused is acquitted of the charge from offences under sections 295-B/295-C/109 PPC. Benefit of section 382-B Cr.P.C is given to convict. Sentences shall run concurrently except the sentences for non-payment of fine. The convict is informed that he has right to file an appeal in Hon'ble Lahore High Court, Lahore within thirty (30) days.

This is to authorize and require you, said Superintendent to receive the above said convict person in your custody in the said jail, together with this warrant to serve out the sentence.

حافظ محمد اسامہ پسروری

فکرِ الحاد اور اسلامی تصورِ حیات

الحاد کو صرف خدا کے وجود سے انکار کا نام دینا اس کے فکری دائرے کو محدود کر دینا ہے۔ خدا کو نہ ماننے کا موقف دراصل کائنات، انسان، علم، اخلاق، مقصدِ زندگی اور موت کے بعد کے وجود کے بارے میں ایک مختلف تصور بھی پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے الحاد اور اسلام کے درمیان بنیادی اختلاف کسی ایک عقیدے کا اختلاف نہیں بلکہ تصورِ حیات کا اختلاف ہے۔

یہ سوال اب فلسفے کی کتابوں تک محدود نہیں رہا۔ ڈیجیٹل میڈیا نے خدا، مذہب، سائنس، وحی اور آخرت سے متعلق مباحث کو نوجوانوں کی روزمرہ گفتگو کا حصہ بنا دیا ہے۔ چند منٹ کی ایک ویڈیو میں ایسا اعتراض سامنے آجاتا ہے جس کے پیچھے فلسفے کی ایک طویل بحث ہوتی ہے، مگر جواب بھی عموماً چند منٹ میں تلاش کیا جاتا ہے۔ مسئلہ سوال کا پیدا ہونا نہیں؛ سوال انسانی فکر کا فطری حصہ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پیچیدہ سوالات کو مختصر نعروں میں بدل دیا جاتا ہے اور رائے کو دلیل کا متبادل سمجھ لیا جاتا ہے۔

اسی لیے الحاد پر سنجیدہ گفتگو کا آغاز اس سوال سے ہونا چاہیے کہ انسان اور کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ کیا کائنات محض موجود ہے یا اس کے وجود کے پیچھے کوئی خالق اور ارادہ ہے؟ کیا انسان صرف ایک حیاتیاتی وجود ہے یا اس کے وجود کی کوئی اخلاقی اور روحانی حقیقت بھی ہے؟ کیا علم صرف وہی ہے جسے حواس اور تجربے سے جانچا جاسکے، یا انسانی عقل اور وحی بھی حقیقت تک رسائی کے ذرائع ہیں؟ اخلاق کی بنیاد کہاں ہے اور زندگی کا آخری مقصد کیا ہے؟

اسلام ان سوالات کو الگ الگ نہیں دیکھتا۔ اسلامی تصورِ حیات میں خالق، کائنات، انسان، علم، اخلاق اور آخرت ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ قرآن مجید انسان کے وجود کو بے مقصد نہیں سمجھتا: ’’وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ‘‘۔ یعنی انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔

یہ بندگی صرف چند رسمی عبادات تک محدود نہیں۔ جب انسان اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھتا ہے تو اس کی عبادت کے ساتھ اس کے اخلاق، معاملات، حقوق، علم، معاشرت اور اجتماعی ذمہ داریاں بھی اسی نسبت سے متعین ہوتی ہیں۔ اسلام زندگی کے ایک حصے کو مذہبی اور باقی زندگی کو مذہب سے آزاد نہیں کرتا، بلکہ پوری زندگی کو ایک اخلاقی اور توحیدی مرکز سے جوڑتا ہے۔ اسی طرح اسلام انسان کو محض ایک حیاتیاتی وجود نہیں سمجھتا۔ اسے شعور، اختیار اور ذمہ داری دی گئی ہے۔ وہ نہ خود اپنا خالق ہے، نہ کائنات کا مطلق مالک۔ اسے اختیار حاصل ہے، مگر یہ اختیار جواب دہی سے آزاد نہیں۔ یہی نکتہ اسلامی تصورِ انسان کو اس تصور سے مختلف بناتا ہے جس میں انسان اپنے وجود کا آخری مرکز خود قرار پاتا ہے۔

یہاں آزادی کا سوال بھی اہم ہو جاتا ہے۔ آزادی کو اگر ہر پابندی سے نجات سمجھ لیا جائے تو انسان خواہش، مفاد، ماحول اور معاشرتی دباؤ کا بھی غلام بن سکتا ہے۔ اسلام آزادی کو بے مقصد خواہشات کی پیروی نہیں سمجھتا بلکہ اسے ذمہ داری کے ساتھ جوڑتا ہے۔ انسان آزاد ہے کہ انتخاب کرے، مگر اپنے انتخاب کے نتائج سے آزاد نہیں۔ اس کے اختیار کو معنی اسی وقت ملتا ہے جب وہ حق اور باطل، خیر اور شر کے درمیان فرق کو سمجھتے ہوئے اپنے عمل کا ذمہ دار بھی ہو۔

اخلاق کا مسئلہ بھی اسی مقام پر سامنے آتا ہے۔ انسان ظلم اور انصاف، سچ اور جھوٹ، امانت اور خیانت کے درمیان فرق کرتا ہے۔ معاشرے اپنے قوانین اور اخلاقی اصول ضرور بناتے ہیں، لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ اخلاقی اصول کی آخری بنیاد کیا ہے۔ اگر خیر و شر صرف انسانی پسند، اجتماعی اتفاق یا وقتی مفاد کا نام ہوں تو کسی عمل کو ہر حال میں درست یا غلط قرار دینے کی بنیاد کہاں ہو گی؟

اسلامی تصورِ حیات میں اخلاق انسانی خواہش کے تابع نہیں۔ انسان اپنے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے، اس لیے سچائی، عدل، امانت اور ظلم سے اجتناب محض سماجی مصلحت نہیں رہتے بلکہ اخلاقی اور دینی ذمہ داری بن جاتے ہیں۔ یہاں اخلاق کا تعلق صرف اس دنیا کے قانون سے نہیں بلکہ انسان کے آخری انجام سے بھی قائم ہو جاتا ہے۔

اسی لیے آخرت کا تصور اسلامی فکر میں محض ایک اضافی عقیدہ نہیں بلکہ پورے اخلاقی نظام کی تکمیل ہے۔ دنیا کی عدالتیں ہر ظلم کا ازالہ نہیں کر سکتیں، ہر حق دار کو اس کا حق نہیں ملتا اور بہت سے ظالم اپنے اعمال کا مکمل حساب دیے بغیر دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اسلام بتاتا ہے کہ دنیا آخری عدالت نہیں۔ ایک ایسی آخری زندگی ہے جہاں انسان اپنے اعمال کا حساب دے گا اور جہاں دولت، اقتدار، شہرت اور ظاہری حیثیت فیصلہ کن نہیں ہوں گی۔

آخرت کا یقین انسان کی دنیاوی زندگی کا مفہوم بھی بدل دیتا ہے۔ زندگی پھر صرف کامیابی، دولت، شہرت یا اقتدار حاصل کرنے کی دوڑ نہیں رہتی بلکہ ایک ذمہ داری بن جاتی ہے۔ انسان جانتا ہے کہ اس کے فیصلے اس کی موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتے، بلکہ اس کے اعمال کا ایک اخلاقی انجام بھی ہے۔

یہاں علم کا سوال بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ جدید سائنس نے طبیعی دنیا کے بارے میں انسانی علم میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔ مشاہدہ، تجربہ اور تحقیق کے ذریعے کائنات اور زندگی کے بہت سے مظاہر کو سمجھا گیا ہے۔ اسلام اس علمی جستجو کو رد نہیں کرتا، بلکہ غور و فکر اور کائنات میں تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ تاہم سائنس اور الحاد کو ایک ہی چیز سمجھنا درست نہیں۔ سائنس طبیعی دنیا کے مظاہر اور ان کے قوانین کا مطالعہ کرتی ہے، جبکہ خدا کے وجود، زندگی کے آخری مقصد اور وجود کی غایت جیسے سوالات مابعد الطبیعی بحث سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے کسی طبیعی عمل کی وضاحت اپنے آپ میں خدا کے وجود کی نفی نہیں بنتی۔ اسی طرح کسی سائنسی دریافت کو زبردستی خدا کے وجود کا براہِ راست ثبوت

بنانا بھی ضروری نہیں۔ایک عمل کیسے ہوتا ہے اور وجود کیوں ہے، یہ ہمیشہ ایک ہی سوال نہیں ہوتے۔

حیاتیاتی ارتقا یا کائنات کے طبعی مراحل کے بارے میں بھی یہی علمی احتیاط ضروری ہے۔کسی عمل کے طریقۂ کار کو سمجھ لینا اس کے آخری سبب یا مقصد کے سوال کو خود بخود ختم نہیں کرتا۔اس لیے سائنسی نظریات کو بلاوجہ مذہب کے خلاف کھڑا کرنا بھی درست نہیں اور مذہبی موقف کے دفاع میں ہر سائنسی تفصیل کو زبردستی مذہبی دلیل بنانا بھی علمی طور پر مفید نہیں۔اصل ضرورت دونوں کے دائرہ کار کو سمجھنے کی ہے۔

اسلامی علمی روایت میں عقل کی بھی بنیادی اہمیت ہے۔قرآن بار بار انسان کو غور، تدبر اور فکر کی طرف متوجہ کرتا ہے۔عقل دلیل کو سمجھنے، مقدمات کو پرکھنے اور غلط استدلال کی نشاندہی کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔لیکن اسلام عقل کو وحی سے بے نیاز بھی نہیں کرتا۔انسانی علم محدود ہے، جبکہ وحی ان حقائق کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے جن تک محض حسی تجربے کے ذریعے براہِ راست رسائی ممکن نہیں۔اس لیے اسلامی تصور میں عقل اور وحی کو متصادم قوتوں کے بجائے اپنے اپنے دائرے میں رہنمائی کے ذرائع کے طور پر سمجھنا چاہیے۔

الحاد کے بعض جدید سوالات مذہبی لوگوں کے عملی کردار سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔کسی شخص کا دین کے نام پر غلط عمل کرنا قابلِ تنقید ہوسکتا ہے، لیکن اس کے عمل کو اسلام کی اصل تعلیم قرار دینا درست نہیں۔مذہب کے اصول اور مذہب کے ماننے والوں کا عملی رویہ دو الگ چیزیں ہیں۔کسی مسلمان کی بددیانتی اسلام کی تعلیم نہیں بن جاتی، جس طرح کسی ڈاکٹر کی غلطی طب کے علم کو باطل نہیں کرتی۔کسی فرد کے عمل پر اعتراض اپنی جگہ ہوسکتا ہے، مگر اس سے خدا، وحی یا آخرت کے وجود کے بارے میں الگ سے دلیل قائم کرنا ضروری ہوگا۔

موجودہ ڈیجیٹل ماحول میں یہی فرق مزید اہم ہوجاتا ہے۔کسی مقرر کے لاکھوں ناظرین اس کی بات کو خود بخود درست نہیں بنادیتے اور کسی مذہبی شخص کا پُرجوش انداز اس کی ہر دلیل کو مضبوط نہیں کرتا۔علمی گفتگو کا معیار مقبولیت یا اندازِ بیان نہیں بلکہ دلیل، ماخذ، استدلال اور فکری دیانت ہے۔اس لیے نئی نسل کو صرف اعتراضات کے جوابات یاد کرانا کافی نہیں۔اسے یہ بھی سکھانا ہوگا کہ دلیل کیا ہے، کسی دعوے کے لیے کس نوعیت کا ثبوت درکار ہوتا ہے، مقدمہ کیسے قائم کیا جاتا ہے اور کسی سائنسی حقیقت سے فلسفیانہ نتیجہ اخذ کرتے وقت کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔فکری تحفظ صرف معلومات جمع کرنے سے نہیں آتا؛ صحیح طریقۂ فکر پیدا کرنے سے آتا ہے۔

یہ کام مناظرانہ زبان سے نہیں ہوسکتا۔ہر سوال کرنے والے کو بدگمان یا بدنیت سمجھنا بھی درست نہیں۔بعض نوجوان واقعی خدا، وحی، سائنس، مسئلۂ شر، اخلاق اور آخرت کے بارے میں سوالات رکھتے ہیں۔ان کے سوال کو دبانے کے بجائے سمجھنے کی ضرورت ہے۔اعتراض کے مقدمات کو دیکھا جائے، اس کی اصل بنیاد کو سمجھا جائے اور پھر قرآن، سنت، عقل اور معتبر علمی روایت کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

اسلامی تصورِ حیات کی قوت اسی جامعیت میں ہے۔ اسلام انسان کو صرف یہ نہیں بتاتا کہ خدا موجود ہے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ انسان کون ہے، کیوں پیدا کیا گیا، اسے اختیار کیوں دیا گیا، اس اختیار کو کیسے استعمال کرنا ہے، اخلاق کی بنیاد کیا ہے، دنیا کے ساتھ اس کا تعلق کیا ہونا چاہیے اور موت کے بعد اس کے وجود کا کیا انجام ہے۔

یوں توحید تصورِ کائنات کو، انسان ذمہ داری کو، اختیار اخلاق کو، اخلاق جواب دہی کو اور دنیا آخرت کو معنی دیتی ہے۔ یہ سب الگ الگ تصورات نہیں بلکہ ایک ہی فکری نظام کے اجزا ہیں۔ اسی ربط کو سمجھے بغیر اسلامی تصورِ حیات کو صرف چند عقائد اور رسوم تک محدود کر دیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ الحاد کا سنجیدہ جواب صرف یہ کہنا نہیں کہ ''خدا ہے''، بلکہ یہ واضح کرنا بھی ہے کہ خدا کو خالق ماننے سے انسان، زندگی، اخلاق، آزادی اور آخرت کے تصورات کس طرح باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی موقف کی قوت ثابت کرنے کے لیے ہر سائنسی دریافت کو مذہبی معجزہ قرار دینا بھی ضروری نہیں۔ مضبوط دینی فکر غیر ضروری دعووں کے بجائے اپنے بنیادی مقدمات کی وضاحت اور مضبوط استدلال پر قائم ہوتی ہے۔

آج ضرورت الحاد کے نام سے خوف پیدا کرنے کی نہیں بلکہ فکر پیدا کرنے کی ہے۔ سوال کرنے والے نوجوان کو خاموش کر دینا فکری کامیابی نہیں، اور ہر اعتراض کا جذباتی جواب بھی ذہنی اطمینان پیدا نہیں کرتا۔ ضرورت ایسے علمی ماحول کی ہے جہاں سوال سنا جائے، دلیل کو دلیل سے پرکھا جائے اور اسلامی عقائد کو محض موروثی تعارف کے بجائے ان کے فکری ربط کے ساتھ سمجھا جائے۔

بالآخر سوال صرف یہ نہیں کہ انسان خدا کو مانتا ہے یا نہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کی تعبیر کیسے کرتا ہے، زندگی کا مقصد کہاں سے لیتا ہے، اخلاق کی بنیاد کس چیز کو بناتا ہے، آزادی کو کس طرح سمجھتا ہے اور موت کے بعد اپنے وجود کے بارے میں کیا تصور رکھتا ہے۔ اسلامی تصورِ حیات ان سوالات کو الگ الگ نہیں دیکھتا؛ وہ انسان کو خالق سے جوڑتا ہے، زندگی کو مقصد دیتا ہے، اختیار کو ذمہ داری بناتا ہے، اخلاق کو جواب دہی سے وابستہ کرتا ہے اور موت کے بعد آخرت کو انسانی وجود کے تسلسل کے طور پر سامنے رکھتا ہے۔

اسی لیے الحاد کا سنجیدہ جواب محض اعتراضات کا رد نہیں، بلکہ انسان کو ایک مربوط تصورِ حیات فراہم کرنا ہے۔ آج ضرورت شور اور طعن کی نہیں، علم، دلیل اور فکری دیانت کی ہے۔ سوالات کو دبانے سے فکر ختم نہیں ہوتی؛ فکر دلیل سے تشکیل پاتی ہے۔ نئی نسل کے سامنے اسلام کو محض چند عقائد اور رسوم کے مجموعے کے طور پر نہیں بلکہ انسان، کائنات، اخلاق، ذمہ داری اور آخرت کو ایک وحدت میں سمجھنے والے تصورِ حیات کے طور پر پیش کرنا ہوگا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایمان محض موروثی شناخت تک محدود نہیں رہتا بلکہ شعوری فہم، یقین اور ذمہ دارانہ طرزِ زندگی کی بنیاد بن جاتا ہے۔

مولانا ابوخالد قاسمی (فاضل دار العلوم دیوبند)

عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کائنات کے اُفق پر اگر کوئی طبقہ، حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بلند، مقدس اور برگزیدہ نظر آتا ہے، تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک گروہ ہے۔ یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے براہِ راست آفتابِ رسالت کی کرنوں سے اپنے دل و دماغ کو منور کیا۔ جن پر وحی الٰہی کے فیوض وانوار بغیر کسی حجاب کے براہِ راست چمکے، جنہوں نے دینِ مبین کو خود صاحبِ وحی وقرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا، اس پر عمل کیا، اور اسے اس امت تک ٹھیک ٹھیک اسی صورت میں پہنچایا، جس طرح چشمۂ نبوت سے پھوٹا تھا۔

ان عظیم المرتبت ہستیوں نے خُلقِ عظیم کے پیکرِ کامل ﷺ کی صحبت سے اپنی سیرت وکردار کو سنوارا، اپنے اخلاق وعادات کو آئینِ محمدی ﷺ میں دیکھ کر نکھارا، اور جب رضائے الٰہی کا معاملہ آیا، تو اپنے مال وجان، عزت وآبرو، وطن وقبیلہ، الغرض سب کچھ اپنے محبوب ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ ان کی وفا واطاعت کی مثالیں تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے لکھی گئیں، اور یہ مثالیں قیامت تک آنے والوں کے لیے درسِ وفا وفداکاری بن گئیں۔

ایسے عظیم المرتبت افراد کے بارے میں قرآنِ حکیم، نبی مکرم ﷺ اور ائمہ امت کے ارشادات کیا ہیں؟ اس کا اجمالی جائزہ ذیل میں پیش ہے، تاکہ ان مقدس ہستیوں کی قدر ومنزلت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

صحابی کی تعریف

صحابی کون ہے؟ اس بارے میں جلیل القدر محدث، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی مشہور کتاب نُزہۃ النظر بشرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں: "**هو من لقى النبى ﷺ مؤمناً به ومات على الإسلام، ولو تخللت ردة فى الأصح.**" (نزہۃ النظر، ص:۱۰۷، مکتبۃ البشری، کراچی) صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی ہو، اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو، اگر چہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو (لیکن وفات سے قبل توبہ کر کے اسلام کی طرف لوٹ آیا ہو)۔

یہ تعریف اپنے اندر ایسی جامعیت اور دقت رکھتی ہے کہ علماءِ امت کے نزدیک نہایت مقبول وراجح سمجھی جاتی ہے، اور اسے صحابیت کے تعیّن کے لیے ایک معیار کی حیثیت حاصل ہے۔

عظمتِ صحابہؓ قرآنِ کریم کی روشنی میں:

اگر انسان کسی کی عظمت ورفعت کا حقیقی معیار جاننا چاہے تو اس کے لیے سب سے معتبر ومستند میزان خود قرآنِ

کریم ہے، جو نہ کسی مبالغے کا شکار ہوتا ہے، نہ کسی جھوٹ یا تعصب کا گزر وہاں سے ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت وعظمت پر سب سے بڑی اور روشن مہر خالقِ کائنات کے اس آخری اور ابدی کلام نے ثبت فرمائی ہے، جس کے الفاظ میں نور ہے، اور مضامین میں حقانیت۔ یہ وہ مقدس جماعت ہے، جس کے دلوں کی صفا، کردار کی رفعت، اور قربِ الٰہی کا ذکر خود ربِ ذوالجلال نے اپنے کلام پاک میں بار بار فرمایا۔ ان کے چہرے سجدوں کے آثار سے روشن، ان کے دل ایمان سے لبریز، اور ان کی سیرت اللہ کی رضا کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے۔

ذیل میں قرآنِ حکیم کی چند وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں صحابہ کرامؓ کی شانِ بلند کو آسانی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

(1) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔ (الفتح:29) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ رکوع وسجود میں مصروف رہتے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔

یہ آیت صحابہؓ کی اجتماعی صفات کا ایک نہایت جامع و درخشندہ مرقع ہے۔ ان کی خشیت، اطاعت، باہمی شفقت، اور رضاءِ الٰہی کی لگن کو قرآن نے اجاگر کر کے، گویا ان کی عملی زندگی کو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے آئینہ بنا دیا۔

(2) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:100)۔ مہاجرین وانصار میں سے جو سب سے پہلے ایمان لائے، اور جو لوگ نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کرتے رہے، اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

یہ آیت نہ صرف صحابہؓ کی عظمت پر مہرِ تصدیق ہے، بلکہ ان سے محبت رکھنے اور ان کی اتباع کرنے والوں کے لیے بھی ابدی کامیابی کی بشارت ہے۔ رضائے الٰہی ایک ایسی دولت ہے جس کے سامنے دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں، اور صحابہؓ کو یہ دولت بلا واسطہ عطا ہوئی۔

(3) أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (المجادلہ:22)۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور اپنی طرف سے روحانی تائید ونصرت عطا کی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی سندِ شرف ہو سکتی ہے کہ ایمان کو دلوں پر ثبت کر دینے کا کام خود اللہ کرے؟ یہ اللہ کی خاص عنایت ہے جو ان عظیم لوگوں

کو حاصل ہوئی، جنہوں نے ہر آزمائش میں ثبات کا مظاہرہ کیا۔

(4) أُولَـئِكَ الَّـذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى، لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (الحجرات:3) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے خوب جانچ پرکھ کر منتخب کر لیا ہے، ان کے لیے مغفرت ہے، اور عظیم اجر۔ یہاں امتحانِ الٰہی کا ذکر اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ ان کے دل عام دل نہ تھے، بلکہ وہ خاص انتخاب کے ذریعے چنے گئے، جن میں تقویٰ، اخلاص اور وفاداری کا جوہر بھرا گیا۔ یہ محض چند آیات ہیں، ورنہ قرآن کا ایک بڑا حصہ صحابہؓ کی عظمت، فداکاری، قربانی اور خلوصِ ایمانی پر شاہد ہے۔ جن ہستیوں کے بارے میں خالقِ ازل نے خود فرمایا کہ ''میں ان سے راضی ہوں'' ......ان کی محبت ایمان کا جزو، اور ان کی توہین نفاق کی علامت بن گئی۔

صحابہ کرامؓ صرف تاریخی شخصیات نہیں، بلکہ وہ آئینے ہیں جن میں ہم اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہیں، وہ چراغ ہیں جن سے ہدایت کا راستہ روشن ہوتا ہے، اور وہ درخت ہیں جن کی جڑیں رسالت کے قلب میں پیوست اور شاخیں تا قیامت پھیلی ہوئی ہیں۔

عظمتِ صحابہؓ احادیث وآثار کی روشنی میں:

قرآنِ حکیم کے بعد اگر کسی چیز کو شریعت میں قطعی دلیل اور حجت کا درجہ حاصل ہے، تو وہ احادیثِ نبویہ ہیں، جو آفتابِ نبوت ﷺ کی زبانی ارشاد ہونے والے وہ گوہرِ نایاب ہیں جن میں نہ صرف احکامِ الٰہی کی تفصیل ہے، بلکہ صحابہ کرامؓ کی شان وعظمت کا درخشندہ بیان بھی موجود ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ، جو شارحِ قرآن، مفسرِ کامل اور معلمِ انسانیت ہیں، آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جابجا اپنے ان رفیقانِ باصفا کے مناقب بیان فرمائے، ان کی تعریف و تحسین فرمائی، اور آنے والوں کو ان کی قدر ومنزلت کا درس دیا۔ ذیل میں چند ایسی احادیث وآثار پیش کیے جاتے ہیں، جو صحابہ کرامؓ کے بلند مقام کی روشن دلیل ہیں:

(1) لَا تَـمَـسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي (ترمذی، باب ماجاء فی فضل من رأی النبی ﷺ، ج ۲، ص ۲۲۵) وہ مسلمان جو مجھے دیکھے، یا اُس شخص کو دیکھے جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی یا تابعی)، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

کیا یہ اعزاز معمولی بات ہے کہ صرف ایک نظرِ نبوی کی نسبت انسان کو جہنم سے محفوظ کر دے؟ یہ حدیث ان عظیم ہستیوں کے مرتبے کو واضح کرتی ہے جنہوں نے خود نبی ﷺ کی زیارت کی، یا ان کے نورانی صحبت یافتہ صحابہؓ کو پایا۔

(2) صحابہؓ: امت کے بہترین افراد۔ أَكْـرِمُـوا أَصْـحَـابِـي، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابہ، ص ۵۵۴) میرے صحابہ کا اعزاز واکرام کیا کرو، کیونکہ وہ تم میں سب سے بہتر ہیں، پھر ان کے بعد والے، پھر ان کے بعد والے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین بہترین نسلوں کا ذکر فرمایا، جن کی قیادت خود صحابہ کرامؓ کرتے ہیں۔ یہ تربیت یافتگانِ نبوت نہ صرف امت کے بہترین طبقے ہیں، بلکہ ان کے ادب واحترام کو ایمان کا تقاضا قرار دیا گیا ہے۔

(3) جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن زیدؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں: وَاللّٰهِ لَغُبَارٌ يُصِيبُ وَجْهَ رَجُلٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمْرَ نُوحٍ (جمع الفوائد، ج۲،ص ۲۰۱، بحوالہ مقالاتِ حبیب، ج۱،ص ۲۳۰) اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی شخص کے چہرے پر پڑنے والا غبار، تم میں سے کسی کے عمرِ نوح جتنے اعمال سے بہتر ہے۔ یہی وہ روحِ صحابیت ہے جو زمان ومکان کی تمام فضیلتوں پر غالب آتی ہے۔ نبی کی صحبت ایک ایسا مقام ہے جس کے سامنے صدیوں کی تنہا عبادت بھی ماند پڑ جاتی ہے۔

صحابہ کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے روایت کردہ ایک اثر میں صحابہ کرامؓ کے قلوب کی قدر ومنزلت یوں بیان کی گئی:

"إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِهِ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ. (الشرح الدرر المضیۃ، ج۲،ص ۲۸۰، بحوالہ: مقام صحابہ، ص ۴۸)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو محمد ﷺ کا دل سب سے بہتر پایا، پس انہیں اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ پھر باقی تمام قلوب میں سے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، چنانچہ انہیں نبی کی رفاقت اور دین کی نصرت کے لیے چن لیا۔

اس اثر سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ کا انتخاب کوئی انسانی فیصلہ نہ تھا، بلکہ خود ربِ جلیل کا انتخاب تھا۔ ان کے دل پاک تھے، اخلاص سے بھرے ہوئے، اور دینِ اسلام کے لیے مکمل طور پر وقف تھے۔

احادیث وآثار کی یہ جھلکیاں ہمیں صحابہ کرامؓ کے اس مقام ومرتبہ سے روشناس کراتی ہیں جسے نہ زمانہ مٹا سکتا ہے، نہ تعصب دھندلا سکتا ہے۔ یہ وہ نفوسِ مقدسہ ہیں جنہیں نبی آخر الزماں ﷺ کی صحبت ملی، جن کے دل اللہ نے منتخب فرمائے، اور جن کے عمل ایمان کا معیار قرار پائے۔

ان کی محبت ایمان ہے، ان کی توہین نفاق ہے، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہدایت کی ضمانت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے متعلق اہلِ سنّت کا عقیدہ:

اہلِ سنّت والجماعت کا وہ درخشندہ قافلہ، جس نے کتاب وسنت کو فہمِ صحابہؓ کی روشنی میں سمجھا، ہمیشہ سے اس بات پر متفق رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ ایمان، صدق، عدالت، دیانت اور اتباعِ نبوی ﷺ کا بلند ترین معیار ہیں۔ ان کی ذاتیں پاکیزہ، ان کے دل صاف، اور ان کے اعمال خیر کی بنیاد ہیں۔ علمائے اہلِ سنت نے ہر دور میں اس اصولِ اعتقادی کو واضح کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی تنقیص، طعن یا توہین ایمان کے منافی ہے، اور ان کا احترام وتزکیہ واجب

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر محققین نے اپنے عقائدی متون میں صحابہ کے مقام کو اصولِ دین میں شمار کیا ہے۔

محقق ابن ہمامؒ ''المسامرۃ'' میں لکھتے ہیں: ''واعتقادُ أهلِ السنةِ والجماعةِ تَزْكِيَةُ جميعِ الصَّحابةِ وُجُوبًا بإثباتِ العدالةِ لكلٍّ منهم، والكفُّ عن الطعنِ فيهم، والثناءُ عليهم.'' (المسامرۃ، ص:۱۳۲)

اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہؓ کا تزکیہ کرنا واجب ہے، ان سب کے لیے عدالت ثابت ماننا ضروری ہے، ان پر طعن سے زبان روکنا اور ان کی تعریف وتحسین کرنا واجبِ ایمان ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ ''شرح عقیدہ واسطیہ'' میں فرماتے ہیں: ''ومن أصول أهل السنة سلامةُ قلوبهم وألسنتهم لأصحاب رسول الله ﷺ.'' (شرح العقیدۃ الواسطیۃ، ص:۴۰۳)

اہلِ سنت کے اصولوں میں سے ہے کہ وہ صحابہ رسول ﷺ کے بارے میں اپنے دلوں اور زبانوں کو صاف رکھتے ہیں۔

یہ دونوں عبارتیں اس بنیادی اصول کی یاد دہانی کراتی ہیں کہ اہلِ ایمان کے دل صحابہؓ کے لیے بغض ونفرت سے پاک اور زبانیں ان کے ذکرِ خیر سے معطر ہونی چاہئیں۔

صحابہؓ: معیارِ حق وصداقت

رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ نہ صرف دین کے اوّلین حامل وناقل ہیں، بلکہ وہ معیارِ حق بھی ہیں۔ ان کی ایمانی کیفیت، فہمِ دین، اور اتباعِ رسول ﷺ، بعد والوں کے لیے میزانِ ہدایت ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بارہا اس حقیقت کی تصریح کی گئی ہے۔

قرآنِ کریم گواہ ہے: فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا (البقرۃ:137)۔ اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم (یعنی صحابہؓ) ایمان لائے ہو، تو وہ یقیناً راہِ راست پر آ گئے۔ یہ آیت صحابہؓ کے ایمان کو ہدایت کا معیار قرار دے رہی ہے۔ صحابہ کا ایمان محض ایک تجربہ نہ تھا، بلکہ وہی آئینہ حق تھا جس میں بعد والے اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ (البقرہ:13) ایمان لاؤ جیسے دوسرے (یعنی صحابہؓ) ایمان لائے ہیں۔

یہاں بھی ''الناس'' سے مراد اولین اہلِ ایمان، یعنی صحابہ کرامؓ ہیں، جن کا اندازِ ایمان معیارِ صداقت قرار پایا۔

فرمان نبوی ﷺ سے وضاحت

رسولِ اکرم ﷺ نے نہ صرف صحابہ کی صحبت کو معیارِ فضیلت قرار دیا، بلکہ ان کی اقتدا کو نجات کا ذریعہ بھی فرمایا۔ حدیث: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ. میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔

یہ حدیث اس امر پر صریح دلیل ہے کہ صحابہ کی ہر سمت ہدایت کی روشنی ہے۔ ان کی راہ، راہِ رسول ﷺ ہے،

اوران کے طرزِ عمل میں ضلالت کا کوئی گزر نہیں۔

قال رسول الله ﷺ: كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً. قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي (ترمذی، باب افتراق الأمة، ج:2،ص:93)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ عرض کیا گیا: وہ کون سا ہے؟ فرمایا: وہ گروہ جو میرے طریقے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔ یہ حدیث صحابہؓ کی اقتداء کو نجات کا معیار قرار دے رہی ہے، اور اس سے ہٹنے والے گروہوں کے انجام کو واضح کر رہی ہے۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ نہ مبالغہ پر مبنی ہے، نہ تقلیدی جوش پر، بلکہ یہ قرآن، حدیث اور اجماعِ امت کی بنیاد پر قائم ہے کہ: تمام صحابہؓ عادل و موثق ہیں۔ ان پر طعن و تشنیع ایمان کے خلاف ہے۔ ان کی اقتداء میں ہدایت، اور ان کی مخالفت میں ضلالت ہے۔ اس عقیدے کی پاسداری ایمان کی علامت، اور انحراف گمراہی کی علامت ہے۔

مشاجراتِ صحابہؓ اور اہلِ سنت کا مؤقف

تاریخ اسلام کے بعض ابواب ایسے بھی آئے، جن میں صحابہ کرامؓ کے مابین اختلاف رائے اس قدر بڑھا کہ نوبت قتال تک پہنچ گئی۔ ان واقعات کو اہلِ علم نے ہمیشہ انتہائی ادب، احتیاط اور فہم و بصیرت کے ساتھ دیکھا اور ان پر ''مشاجراتِ صحابہ'' کا عنوان رکھا جو اس حقیقت کا اعلان ہے کہ ہم ان مبارک ہستیوں کے درمیان پیش آنے والے اختلافات کو معمولی، سطحی یا عیب پر مبنی جھگڑے نہیں سمجھتے، بلکہ انہیں اجتہادی اختلافات مانتے ہیں، جن کا محرک محض رضائے الٰہی اور حق کی تلاش تھا۔ ایسے نازک اور باریک مسئلے پر امت کا طریقہ کار ہمیشہ سے خاموشی، احترام اور ان حضرات کے لیے دعا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے کہ ائمہ دین، محدثین اور اولیاء کرام نے اس بابت کیا طرزِ فکر اپنایا:

(1) **علامہ قرطبی رحمہ اللہ ان واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:** ''یہ جائز نہیں کہ کسی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر خطا منسوب کی جائے، کیونکہ ان حضرات نے اجتہاد سے کام لیا اور ان کا مقصود صرف اللہ کی رضا تھا۔ ہم پر لازم ہے کہ ان کے اختلافات میں سکوت اختیار کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ کریں، کیونکہ صحابیت ایک عظیم مرتبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور انہیں معاف فرما چکا ہے۔'' (تفسیر قرطبی، ج: 16، ص: 322)۔ یہ کلمات ایمان کی سلامتی اور عقیدے کی پاکیزگی کا اعلان ہیں۔ جو زبان رسول اللہ ﷺ کی رضا سے آشنا ہستیوں کے بارے میں بدگمانی میں کھلے، وہ زبان ایمان کی لطافت سے ناواقف ہے۔

(2) **حضرت امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام،** جو فہمِ دین، فقہ اور تقویٰ میں مینارِ نور ہیں، مشاجراتِ صحابہ پر گفتگو کے متعلق نہایت جامع اور فیصلہ کن کلمہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے

ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، تو ہمیں بھی اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھنا چاہیے۔'' (شرح المواقف، روایت 15، بحوالہ: مقامِ صحابہ، ص: 98)۔ کیا خوبصورت تعبیر ہے! جن واقعات میں ہمارا کوئی حصہ نہیں، جن میں نہ ہم گواہ تھے، نہ فریق، ان پر زبان درازی کرنا گویا خود اپنے ایمان کو آلودہ کرنا ہے۔

(3) **تابعین کے امام، عارف باللہ حضرت حسن بصریؒ** سے جب قتالِ صحابہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے نہایت دانا اور محتاط انداز میں جواب دیا: یہ وہ معاملہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ موجود تھے اور ہم غیر حاضر۔ وہ حقیقت کو ہم سے بہتر جانتے تھے۔ جس امر پر وہ متفق ہو گئے، ہم نے اسے اختیار کیا، اور جس میں ان کا اختلاف ہوا، ہم نے سکوت اختیار کیا۔

(4) **حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ** نے اس نازک مسئلے کو سمجھانے کے لیے ایک نہایت پراثر تمثیل بیان فرمائی: ''اگر کسی شاہی محل میں بادشاہ کے شہزادوں کے درمیان کسی بات پر نزاع یا لڑائی ہو جائے، تو کیا محل کا کوئی خاکروب، بھنگی یا چمار اس جھگڑے میں زبان کھول سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اگر وہ تبصرہ کرے گا، تو پکڑا جائے گا، سزا پائے گا۔ کیونکہ یہ معاملہ اس کے دائرے سے باہر ہے۔ یہی حال صحابہ کرامؓ کا ہے، وہ رسولِ اکرم ﷺ کے شہزادے ہیں، ان کے باہمی اختلافات کے بیچ میں بولنے کا حق نہ تمہیں ہے، نہ مجھے۔'' آپ نے مزید فرمایا: ''اگر کسی نے اس جرأت کا ارتکاب کیا تو یقیناً وہ پکڑا جائے گا، اور اس کی زبان یا گردن کاٹی جائے گی۔''

غرض صحابہ کرامؓ کے مشاجرات ہمارے فہم سے بالاتر ہیں، اور ان میں زبان کھولنا درحقیقت اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ: ہم صحابہؓ کے ان اختلافات پر سکوت اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان سب کو عدل، تقویٰ اور نیتِ صادقہ پر قائم مانتے ہیں۔ یہی طریقہ ایمان والوں کا ہے، اور یہی اہلِ سنت والجماعت کی پہچان ہے۔

گستاخِ صحابہ موجبِ لعنت ومردود العقیدہ

جن پاکباز ہستیوں کے چہروں پر سجود کی روشنی تھی، جن کے دل ایمان کی تجلیات سے معمور تھے، جن کے نفس وحی کے سایہ میں پروان چڑھے، اور جن کی تربیت خود نبیِ معصوم ﷺ نے فرمائی۔ اگر کسی بدنصیب کی زبان اُن کے خلاف دراز ہو، تو وہ بجا طور پر ملعون ومردود ہے۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت نہ صرف قرآن وحدیث سے ثابت ہے، بلکہ اجماعِ امت، فطرتِ سلیم، اور عقیدۂ سلف بھی ان کی عدالت وحرمت پر گواہ ہیں۔ ایسے مقدس نفوس کی شان میں تنقیص درحقیقت نبی کی توہین اور دین کے ستونوں پر ضرب ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کے دشمنوں کو پہچاننے کا پیمانہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ (ترمذی، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی ﷺ، ج:۲، ص:۲۲۵)۔

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں، تو ان سے کہو: تم میں جو برا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ کو سبّ وشتم کرنے والے ہی بدتر اور لعنت کے مستحق ہیں، کیونکہ نبی نے خود ان سے محبت، ادب اور اقتدا کا حکم دیا ہے۔

مشہور محدث امام ابوزرعہ رازیؒ نے گستاخِ صحابہ کی باطنی خباثت کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ کوئی شخص صحابہ کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن حق ہے، نبی ﷺ حق ہیں، اور قرآن وسنت ہمیں انہی صحابہ نے پہنچایا ہے۔ پس جو ان گواہوں کو مجروح کرنا چاہتا ہے، وہ اصل میں دین کی بنیاد کو ڈھانا چاہتا ہے اس لیے وہ خود رد کیے جانے کے لائق ہے۔ (الکفایہ، باب ما جاء فی تعدیل اللہ ورسولہ، ص:۴۹، دائرۃ المعارف العثمانیہ)۔ یہ الفاظ اُن تمام فتنہ پرور عناصر کے لیے دلیلِ قاطعہ ہیں جو صحابہ کی عظمت پر شبہات ڈال کر امت کا اعتماد متزلزل کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ، اپنے شاگرد المیمونی سے فرماتے ہیں: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی برائی کرتے ہیں؟ ہم تو اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا: اگر تم کسی شخص کو دیکھو جو صحابہ کا ذکر برائی سے کرتا ہے، تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔'' (مقامِ صحابہ، ص:۲۳)

مقامِ صحابہ: فہم کا معیار، ایمان کا ستون

حضرات صحابہ کرامؓ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کی عدالت پر قرآن گواہ ہے، جن کی عظمت پر احادیث متواتر ہیں، اور جن کی فہم وفراست امت کے لیے چراغِ راہ ہے۔ امت کا سب سے بڑا ولی، مجدد، قطب یا عارف بھی ان کے مقام کو نہیں پا سکتا۔ ان کی محبت...... اللہ ورسول کی محبت ہے۔ ان سے بغض...... اللہ ورسول سے بغض ہے۔ ان پر تنقیص...... دین کے ستونوں کو گرانا ہے۔ ان پر خاموشی...... ایمان کی علامت ہے۔

ان دنوں کچھ لوگ تحقیقی جرأت کے نام پر، صحابہؓ کے مشاجرات کو اچھال کر، امت میں نئی تفریق کے بیج بو رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ زبان کا چابک چلا کر میدانِ تحقیق کے شہسوار بن جائیں گے، مگر یاد رکھیں: جس بات پر جمہورِ امت نے سکوت اختیار کیا، جس پر ائمہ دین خاموش رہے، اور جس پر اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت کا حکم دیا۔ اس پر زبان کھول کر کوئی نجات نہیں بلکہ ہلاکت کا راستہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

اے مسلمانو! زبان کو روکیے، دل کو ادب سے بھر لیجیے، اور ان عظیم المرتبت ہستیوں کی محبت کو اپنا سرمایہ نجات بنائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا نام تحقیق پسند بننے کے چکر میں لعنت یافتہ گستاخوں کے فہرست میں درج ہو جائے۔

اللّٰھُمَّ اجعلْنا منَ المُحبینَ للصحابة، الساکتینَ عن مشاجراتِھم، العاملینَ بسُنَّتھم، السائرینَ علی آثارھم، آمین۔

مولانا ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی (قسط نمبر:1)

بچوں کی تعلیم وتربیت کا نبوی منہج

اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کا ایک اہم عنوان بچوں کی تعلیم وتربیت ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص توجہ فرماتے تھے، نہایت شفقت ومحبت کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ ذہن وفکر کی اصلاح کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ اخلاقی تربیت کا طریق کار تو یہ تھا کہ اپنی عملی زندگی میں اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش فرماتے۔ بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا مشاہدہ کر کے بہت کچھ سیکھتے۔ اخلاقیات کا پیغام ہمیشہ عمل کے ذریعے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی ذہنی اور فکری سطح کا لحاظ رکھتے ہوئے کبھی کبھی انہیں ناصحانہ انداز میں بھی تعلیم دیتے۔ قرآن حکیم ہی وہ واحد کتاب ہے جو سب کی تعلیم وتربیت کے لیے نصابی کتاب تھی۔

فرمانِ الٰہی کو جاننے کے لیے قرآن حکیم ہی سب سے اہم ماخذ ومصدر ہے۔ جس طرح علمِ الٰہی کی وسعت لامحدود ولامتناہی ہے، اسی طرح قرآن حکیم بھی اپنے اندر علم وحِکَم کا لامحدود ذخیرہ رکھتا ہے۔ یہی وہ کتاب مبین ہے جو ہر دور اور ہر زمانے میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کرتی ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام: ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

یہ کوئی عام کتاب نہیں، بل کہ علوم وحِکَم کا دائرہ معارف ہے۔ اس کتاب میں تمام قسم کے علوم کی بنیاد واساس موجود ہے، اصول وکلیات اور قواعد کی صورت میں ہر شعبۂ زندگی کی جانب اس کتاب میں رہ نمائی ملتی ہے۔

قرآن حکیم کی تعلیم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج یہ تھا کہ آپ تعلیم قرآن سے پہلے دو چیزوں کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے، پہلی چیز ایمان کی تعلیم ہے۔ پھر ایمانیات میں سرفہرست عقیدۂ توحید کی تعلیم ہے۔ عقیدہ توحید انسان میں ذہنی وفکری وسعت پیدا کرتا ہے، عبد ومعبود کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتا ہے، توحید کو ماننے والے میں احساسِ عبدیت کی وجہ سے دنیا کی تمام قوتوں کے مقابلے میں جذبۂ حریت پیدا ہوتا ہے، توحید کے پرستار میں عزم واستقامت کے ساتھ خیر کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے اور برائی کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

عقیدۂ توحید کے ساتھ عقیدۂ رسالت کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالی نے اس دنیا میں انسانوں کو تنہا نہیں چھوڑا، بل کہ اس کی ہدایت ورہ نمائی اور تعلیم وتربیت کے لیے نبوت کا سلسلہ شروع کیا۔ انبیا علیہم السلام کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ انسانوں کی فلاح وسعادت کی جانب رہ نمائی اور ہدایت کے لیے اللہ تعالی کی جانب سے نازل

کردہ کتاب کے مطابق علم وحکمت کی تعلیم دیں، ان کے نفوس کا تزکیہ کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اخلاق و کردار کا عملی نمونہ اور مثال بن کر لوگوں کے پاس آئیں اور انہیں علم و اخلاق کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ علم نافع اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا نمونہ ہیں، اس لیے اہل ایمان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عقیدت و محبت کے جذبات ہوتے ہیں، ان ہی جذبات کے ساتھ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کرتے ہیں۔

عقیدۂ آخرت بھی اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کر ہر فرد کو اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہوگا، جزا و سزا کا دار و مدار انسان کے اعمال پر موقوف ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو انسان میں خیر کی صلاحیت کو اجاگر کرتا ہے، اور شر کی صلاحیت کو گرفت میں رکھتا ہے۔

آخرت پر ایمان رکھنے والا ہر مومن یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اس کی دنیوی زندگی اچھے اعمال کے لیے ہے، اس لیے وہ دنیوی زندگی میں کوئی عمل یا فیصلہ آخرت کو نظر انداز کر کے نہیں کرتا، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے اعمال کی پوری پوری جزا و سزا صرف اللہ تعالیٰ کی عدالت سے آخرت میں ہی مل سکتی ہے۔

عقیدۂ آخرت انسان میں احساس ذمے داری پیدا کرتا ہے، وہ اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرتا رہتا ہے اور ان اعمال کو رغبت و شوق کے ساتھ انجام دیتا ہے جو دنیا و آخرت میں فلاح و سعادت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک ایمان و عقیدے کی تعلیم کا تعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعلیم و تربیت وضاحت کے ساتھ فرماتے۔ ایمان کی تعلیم کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب ناصحانہ ہوتا، البتہ اخلاق کریمہ کی تعلیم اپنے عمل سے فرماتے۔ تعلیم بالعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موثر ذریعہ ابلاغ تھا، خاص طور پر بچوں کے لیے جن کی قوت مشاہدہ بہت مضبوط ہوتی ہے، وہ اپنے مربی کی نقل و حرکت اور عمل سے بہت جلد سیکھتے ہیں۔

امام ابن ماجہؒ نے حضرت جندب بن جنادہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے، یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسلوبِ تعلیم پر روشنی ڈالتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور نوعمروں کی تعلیم و تربیت کے لیے اختیار فرمایا، جندب بن جنادہؓ فرماتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِتْيَانٌ حَزَاوِرَةٌ فَتَعَلَّمْنَا الْإِيمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ فَازْدَدْنَا بِهِ إِيمَانًا (ابن ماجہ، محمد بن یزید (۲۷۳ھ) السنن، بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ: ج ۱ ص ۳۸، رقم ۶۱)

ہم نوعمر بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایمان و عقیدے کا علم حاصل کرتے، اس کے بعد قرآن حکیم کا علم حاصل کرتے، اس انداز تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن حکیم پڑھنے سے ہمارے ایمان میں مزید اضافہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں یہ روایت رہی ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم سے پہلے ایمان وعقیدے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورت نازل ہوتی اور اس میں کسی چیز کی حلت یا حرمت کا حکم ہوتا تو وہ اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتا۔

ان روایات سے اس بات کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایمان و عقیدے کی تعلیم اور اخلاقی تربیت ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کے لیے بہت زیادہ قدر واہمیت رکھتے تھے۔ ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہجِ تعلیم وتربیت میں کچھ ترجیحات مقرر تھیں، ان کے مطابق ہی تعلیمی سلسلہ آگے بڑھتا تھا۔

ایک نکتہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معلم کی اپنی عملی زندگی اخلاق حسنہ کا نمونہ ہونا چاہیے، تاکہ کسی بھی مضمون کی تعلیم کے ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت بھی ہوتی رہے، تعلیم بالعمل بچوں کی تربیت میں بہت موثر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بچے سننے کی بہ نسبت مشاہدے سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت جتنے بچے رہے سب نے اخلاقی زندگی کا سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونے سے حاصل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بچوں نے علم حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت رہ کر نہ صرف اپنے کردار وعمل کی اصلاح کی، بل کہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی علم وعمل کا روشن مینار ثابت ہوئے۔ اس مقالے میں ان تمام بچوں کا تذکرہ کرنا تو ممکن نہیں جنہوں نے رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت رہے، البتہ یہاں ہم ان چند اصحاب کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے آپ کی زیر تربیت رہ کر علم وعمل کی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا اور تاریخ اسلامی میں گہرے نقوش چھوڑے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

جن بچوں نے بالکل آغاز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا اور قرآن حکیم کا علم بہ راہِ راست مہبط وحی سے حاصل کیا، ان میں دو بچے بہت نمایاں ہیں، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنھما، دونوں اعلانِ نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر کفالت تھے۔

حضرت علیؓ کو نبوت سے قبل ایک عرصے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ نبوت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین حنیف کے پیروکار تھے، اس لیے حضرت علیؓ بچپن ہی سے شرک کی آلودگی سے محفوظ رہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اخلاقی اقدار کو اپنانے کا موقع بھی ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی اعلیٰ اخلاق وکردار کا مثالی نمونہ تھی۔

حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت علیؓ پہلے فرد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ پہلی وحی کی آیات کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سنا اور یاد کیا، آغاز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کو مکہ مکرمہ کے حالات کے پیش نظر خفیہ رکھا، قرآن حکیم کی تعلیم اور عبادت، گھر میں خفیہ طور کی جاتی تھی۔ حضرت خدیجہؓ اور علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے صحرائی پہاڑوں اور وادیوں سے بہت رغبت تھی، آپ کبھی کبھی مکے کی وادیوں میں کسی ایسی سنسان جگہ جا کر نمازیں پڑھتے جہاں عام طور پر لوگوں کا گزر نہیں ہوتا تھا، تنہائی اور عبادت کے دوران حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے، نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتے، پھر شام کو واپس آتے۔

حضرت علیؓ شام تک جو وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارتے تھے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کچھ سیکھتے ہوں گے، نازل شدہ سورتوں اور قرآن حکیم کی آیات کو سن کر سمجھ کر یاد کرتے ہوں گے۔ ایک نوعمر طالب علم کے لیے سیکھنے کا یہ موقع بہت غنیمت تھا، اس طرح ایک معلم و مربی کے لیے بھی یہ بہترین وقت تھا کہ وہ اپنے شاگرد کی فکری و اخلاقی تربیت کے اس موقع کو استعمال کرے۔ یقینی بات ہے کہ معلم و طالب علم کسی گھاٹی تک جانے اور آنے کے دوران یا نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوں گے، نازل شدہ آیات کی وضاحت و تشریح ہوتی ہوگی۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے جسے سمجھ کر پڑھنے والے شخص میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ودیعت کردہ صلاحیتیں خوب اجاگر ہوتی ہیں، پھر قرآن حکیم کی تعلیم دینے والا معلم جو مربی و حکیم ہو وہ بھی اپنے طالب علم کی نفسیات اور اس کی خفیہ صلاحیتوں کو سمجھتا ہے اور اس کے مطابق اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔ حضرت علیؓ میں نصوص سے قانونی احکام کے استدلال و استنباط کی اچھی صلاحیت تھی، ان کا شعورِ عدل بہت بلند تھا۔ دوسرے ان میں اپنی فطری شجاعت و بہادری کی وجہ سے یہ صلاحیت تھی کہ وہ بہترین سپہ سالار بن سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صلاحیتوں کے پیش نظر ان کی تعلیم و تربیت اس طرح فرمائی کہ وہ بہترین مفتی اور قاضی کے طور پر فرائض انجام دے سکیں، چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں ''اقضیٰ'' (بہتر فیصلہ کرنے والا) بن کر نمایاں ہوئے، دوسری طرف فوج کی قیادت ان کے سپرد کی گئی تو اس میدان میں بھی اپنی بہتر صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اسد اللہ کا لقب پایا۔

حضرت علیؓ کی تعلیم و تربیت کا ایک بہت دل چسپ واقعہ کتبِ سیرت میں ملتا ہے، قریش مکہ کے سرداروں نے دارالندوہ میں باہمی مشورے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس پر عمل درآمد کے لیے ایک رات کا تعین کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا کہ جوں ہی صبح ہوگی گھر میں داخل ہو کر تمام قبیلوں کے

جوان بہ یک وقت حملہ کر کے اللہ کے رسول کو قتل کر دیں گے۔اس ہنگامی صورت حال اور دشمنی کی اس انتہا کے باوجود، قریش مکہ کے ان ہی لوگوں کی قیمتی اشیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ طور امانت رکھی ہوئی تھیں، اس لیے کہ انہیں یقین تھا کہ حالات جو بھی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری اور دیانت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا تر ہے۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہنگامی صورت حال کے باوجود اس بات کا اہتمام فرمایا کہ ان لوگوں کی امانتیں انہیں بہ حفاظت واپس مل جائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے فرد حضرت علیؓ کو امانتیں واپس کرنے کی ذمے داری سونپی، انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جائیں، اور دن میں لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچائیں، اس کے بعد ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں۔ایمان و اخلاق کی عملی تربیت کی یہ بہترین مثال ہے۔

اس واقعے میں چند اہم اسباق ہیں، یہ اسباق صرف حضرت علیؓ کی تربیت ہی کے لیے نہیں تھے، بل کہ ساری امت کے لیے اہم اسباق کی حیثیت رکھتے ہیں۔سب سے اہم سبق تو یہ ہے کہ مسلمان کسی بھی حالت میں بداخلاقی پر نہیں اترتا، صدق وامانت داری کو ہر حالت میں برقرار رکھتا ہے۔دوسرا سبق یہ ہے کہ انتہائی ہنگامی صورت حال میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھنا اور اسی پر توکل کرنا چاہیے، تیسرا سبق یہ ہے کہ رسول اللہ علیم کی فرمائی ہوئی بات پر یقین واطمینان رکھنا۔

حضرت علیؓ کی عسکری تربیت کے نتائج ہمیں غزوہ بدر سے لے کر غزوہ خیبر تک مختلف غزوات میں نظر آتے ہیں۔غزوہ خندق میں حضرت علیؓ کی حربی صلاحیت کا خوب اظہار اس وقت ہوا جب کفار کے ایک شہ سوار جنگجو عمرو بن عبدود نے ایک جگہ سے خندق کو تنگ پا کر خندق پھلانگی اور دعوتِ مبارزت دی تو حضرت علیؓ نے اس کے چیلنج کو قبول کیا۔حضرت علیؓ نے پہلے اسے اسلام کی دعوت دی، اس کے انکار پر مقابلے کی دعوت دی، اس مقابلے میں حضرت علیؓ نے جلد ہی اس کا کام تمام کر دیا۔عمرو بن عبدود عربوں میں جنگی صلاحیتوں کا ماہر سمجھا جاتا تھا، بڑا تجربہ کار تھا، اس کے مقابلے میں حضرت علیؓ بہت کم عمر تھے لیکن ان کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔حضرت علیؓ جس حوصلے اور جذبۂ جہاد سے سرشار تھے عمرو بن عبدود اس سے محروم تھا۔

۷ھ میں خیبر کے مقام پر یہودیوں کے ساتھ معرکہ پیش آیا۔خیبر یہودیوں کا ایک مضبوط مرکز تھا جہاں انہوں نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے ہوئے تھے اور بڑی تعداد میں اسلحہ جمع کیا ہوا تھا، جنگ کے دوران مسلمانوں نے بہت سے قلعے آسانی سے فتح کر لیے۔ایک قلعہ القموص کو فتح کرنا بہت مشکل ہو گیا۔یہ قلعہ بہت مضبوط تھا۔اس قلعے کے دروازے بھی بہت بلند اور مضبوط تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعے پر حملے کے لیے حضرت علیؓ کو ذمے داری سونپی، حضرت علیؓ نے حملے کے لیے کام یاب حکمت عملی بنائی اور نہایت بہادری کے ساتھ حملہ آوروں کا مقابلہ کیا، بالآخر یہ معروف قلعہ بھی فتح ہوا۔　(جاری ہے)

مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ (قسط نمبر:5)

عقیدۂ ایصالِ ثواب

نماز جنازہ کا ایصال ثواب

نماز جنازہ خود ایصال ثواب ہے اس کا فائدہ مرنے والے کو پہنچتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

۳۵...... ’’عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مامن میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الاشفعو افیة‘‘

(صحیح مسلم ج:اص ۳۰۸، نسائی ج:اص:۲۸۲، ترمذی ج:اص:۱۵۴، ابن ماجہ ص:۱۰۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت نماز پڑھے جس کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لیے سفارش (یعنی مغفرت ورحمت کی دعا) کریں تو ان کی یہ سفارش (اور دعا) ضرور قبول کی جاتی ہے۔

۳۶...... پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس تعداد میں بھی تخفیف فرمادی اور صرف چالیس مسلمانوں کے نماز پڑھنے پر یہی بشارت سنادی:

’’عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: مامن رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا لایشر کون بالله شیئا الا شفعهم الله افیه‘‘

(صحیح مسلم ج:اص:۳۰۸، ابوداؤد ج:۲ص:۴۵۲، ابن ماجہ ص:۱۰۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ: جس مسلمان آدمی کا انتقال ہوجائے اور اس کے جنازے کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں (اور وہ میت کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتے ہیں۔

۳۷...... پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل وکرم فرمایا کہ یہ تعداد بھی ختم کر کے صرف تین صفوں کے نماز پڑھنے پر بھی یہی بشارت اپنے نبی کی زبانی سنادی، خواہ تعداد، جنازہ پڑھنے والوں کی چالیس سے بھی کم کیوں نہ ہو:

’’عن مالک بن هبیرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مامن میت یموت فیصلی علیه ثلاثة صفوف من المسلمین الا اوجب‘‘ (ابوداؤد ج:۲ص:۴۵۱، ترمذی ج:اص:۱۵۴، ابن ماجہ ص:۱۰۷)

ترجمہ:...... مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میت پر

مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں (اوراس کے لیے مغفرت وجنت کی دعا کریں) تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی اس میت کے لیے (مغفرت اور جنت) واجب کردیتا ہے۔

اسی حدیث کی وجہ سے حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔

۳۸......نماز جنازہ کا فائدہ مرنے والے کو پہنچتا ہے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت ہوتی تھی کہ جب بھی کسی مسلمان مرد یا عورت کا انتقال ہو، مجھے اس کی اطلاع دیا کرو تاکہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں کیونکہ میرا اس کی نماز جنازہ پڑھانا اس کے لیے رحمت ہے۔

"عن یزید بن ثابت مرفوعاً: من مات منکم میت ماکنت بین اظھر کم الا آذنتمونی بہ فان صلاتی لہ رحمۃ" (ابن ماجہ ص:۱۱۰، نسائی ج:۱ص:۲۸۴)

ترجمہ:......حضرت یزید بن ثابت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں اس وقت تک جو کوئی بھی تم سے انتقال کر جائے تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو (تاکہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں) کیونکہ میرا اس کی نماز جنازہ پڑھانا اس کے لیے (باعث) رحمت ہے۔

۳۹...... **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً: ان ھذہ القبور مملوّۃ ظلمۃ علی اھلھا وان اللہ ینورھا لھم بصلاتی علیھم"** (صحیح مسلم ج:۱ص:۳۱۰)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سلسلہ کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: یہ قبریں اپنے مردوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر میری نماز (جنازہ) سے انہیں ان کے لیے روشن کردیتا ہے۔

۴۰ ...... **عن ابی ھریرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء.** (ابوداؤد ج:۲ص:۴۵۶، ابن ماجہ ص:۱۰۷)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو تو پورے خلوص سے اس کے لیے دعا کرو۔

ظاہر ہے کہ نماز جنازہ کا فائدہ اور ثواب اگر مردے کو نہ پہنچتا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت کے لیے نماز جنازہ میں پورے خلوص کے ساتھ دعا کرنے کا حکم نہ دیتے۔

جب مذکورہ بالا حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ نماز جنازہ بجائے خود ایصال ثواب ہے جس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے تو ایصال ثواب کا انکار کرنے والوں کو اس کا انکار کرنے سے پہلے اپنے بارے میں یہ فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ وہ اپنے لیے بغیر نماز جنازہ کے دفن ہونا پسند کرتے ہیں یا نماز جنازہ کے ساتھ دفن ہونا؟ اگر بغیر نماز جنازہ کے دفن ہونا پسند

کرتے ہیں تو ان کو اعلان کر دینا چاہیے کہ ہماری نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے، ہم کو بغیر نماز جنازہ کے ہی دفن کر دیا جائے۔

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ نماز جنازہ، مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے، کافروں، مشرکوں اور منافقوں کی نہیں پڑھی جاتی، اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے اپنے والد ابوطالب کو بحکم نبوی بغیر جنازہ کے ہی دفن کیا تھا۔ (نسائی ج:۱ص:۲۸۳)

اور منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے تو خود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرما دیا تھا، اس لیے منکرین ایصال ثواب اگر بغیر نماز جنازہ کے دفن ہونا پسند کرتے ہیں، تو انہیں پھر اپنے بارے میں یہ فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ وہ مسلمانوں میں شمار ہونا اور رہنا چاہتے ہیں یا کافروں، مشرکوں اور منافقوں میں؟

اور اگر وہ بغیر نماز جنازہ کے دفن ہونا پسند کرتے ہیں، اور ہمارا ان کے بارے میں یہی گمان ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح نماز جنازہ کے ساتھ دفن ہونا ہی پسند کریں گے، تو پھر وہی انصاف سے کہیں کہ اس کے بعد ان کے لیے ایصال ثواب کا انکار کی گنجائش ہی کیا رہ جاتی ہے؟

دعا بعد الدفن کا ایصال ثواب:

۴۱...... عن عثمان بن عفان قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال: استغفروا لاخیکم واسئلوا له بالتشبیت فانه الآن یسئل" (ابوداؤد ج:۱ص۴۵۹)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر ٹھہرتے، پھر (لوگوں سے) فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کی ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے۔

یہ استغفار اور دعائے تثبیت، سعی اور کوشش تو زندوں کی ہے لیکن فائدہ اس کا مردوں کو پہنچتا ہے، اور یہ دعا اور استغفار ہے بھی عام، صرف ماں باپ اور آل اولاد کے ساتھ ہی خاص نہیں۔ (جاری ہے)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

26 نومبر 2026ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 4511961

خطاب: جانشین امیر شریعتؒ مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ (ناقل/ مولوی فیصل فراز) قسط نمبر:2)

سیرتِ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین

مقام: للہ ٹاؤن جہلم 06/ فروری 1981ء

صلاۃ کا معنیٰ:

یقیمون الصلوٰۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مکے میں نمازیں تو پڑھتے تھے لیکن نماز کا نظام قائم نہیں تھا۔ مدینے میں آئے تو نظام نماز نافذ ہو گیا پھر اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں حاضر نہیں ہو سکے تو مدینے کی مشرقی جانب نجف کی سمت میں دوسری بیوی سے شادی کرنے کے بعد جو وہاں پر مکان بنایا ہے وادی سُنحا میں تو پھر وہاں پر مسجد بنائی پھر وہاں نماز پڑھی۔ ہر قبیلے والی کی مسجد جدا بھی ہو گئی، بنوسلم کی، بنونجار کی، بنوزہراء کی، بنوعوف کی، بنوسالم کی، ان کی مسجدیں الگ الگ بھی ہو گئی تھیں۔ خیبر کی حدود سے آگے تیما کے آگے تبوک تک پھر جہاں جہاں اسلام کا نام لینے والا تھا مسجدیں بن گئی تھیں لیکن کیا معنیٰ؟ پھر نماز کے راستے میں کوئی ابوجہل رکاوٹ نہیں رہا۔ پھر کوئی عبداللہ بن ابی نظام نماز کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکا۔ پھر نماز، سلطنت، سٹیٹ، خلافت، امامت، نبوت کے سلوگن ماٹو کی حیثیت سے نافذ ہوئی، اس پر اعتراض کرنا منافقوں کی نشانی قرار دیا گیا۔ اس کی مخالفت کرنا کفر کی علامت بن گیا۔ اس کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنا خدا کی دشمنی کا سرٹیفکیٹ بن گیا، یہ تھا نظام نماز۔ مکہ میں نظام نماز کی ریہرسل ہوئی اور مدینے میں اس کا ٹیسٹ ہوا، امتحان ہوا اور اس پر عمل ہوا۔ مکہ میں نظام نماز قائم نہیں ہوا، نماز پڑھی، پیغمبر علیہ السلام نے بھی پڑھی لیکن چھپ چھپ کر پڑھی۔ دارارقم میں پڑھی۔ جب کافر نہیں ہوتے تھے اندھیرے میں کعبے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر کبھی پڑھی۔ کبھی چچا ابو طالب کے گھر میں پڑھی۔ کبھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر پڑھی، کبھی کبھی اور ساتھیوں کو ملا کے کسی اور جگہ چھپ چھپ کر کے پڑھی۔

اسلام کا فتح باب:

پھر جب ایک مرد نر نے کلمہ پڑھا۔ سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے زیر پہرا جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو تلوار لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر قلم کرنے آئے تھے لیکن اپنا سر ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیا اس دن پھر جب نماز ہوئی اور کعبے کے صحن میں ہوئی بالجہر والا علان ہوئی ڈنکے کی چوٹ ہوئی برسر میدان ہوئی اور جو اس نے جاری کر دی ہے پھر آج تک بند نہیں ہوئی۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی جاری کرائی ہوئی نماز ہے جو کعبے میں شروع ہوئی۔ (نعرہ تکبیر اللہ اکبر)

نبی موجود تھے لیکن چپ کر کے پڑھی۔ نبی موجود تھے لیکن با جماعت نہیں ہو سکی۔ نبی موجود تھے مکے کے مسکین مسلمانوں کو کعبے کے صحن میں کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اللہ کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آئے گا وہ محمد کے غلاموں میں ہوگا لیکن اس کے ہاتھوں سے اسلامی نظام کا فتح باب ہوگا۔ راستے ہموار ہو جائیں گے، راستے ہموار ہوئے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی پہلا سوال یہ عرض کیا یا رسول اللہ ''او لستَ علی الحق؟'' آپ حق پر نہیں؟ ''نعم انا علی الحق'' چونکہ اس وقت مسلمان ہو گئے تھے دومنٹ میں بولی بدل گئی کہ ''او لسنا علی الحق؟'' اور میں اور یہ میرے ساتھی جتنے مسلمان ہیں کیا ہم سب اب حق پر نہیں؟ فرمایا بالکل ''نحن علی الحق'' پھر عرض کیا پھر میں اور آپ چھپ چھپ کر کیوں پڑھیں نمازیں؟ پھر تو آج نماز کعبے کے صحن میں ہونی چاہیے۔ جب آپ سچے، ابوبکر سچا، حمزہ سچا، یہ عثمان سچا، طلحہ و زبیر سچے یہ زنیرہ سچیں یہ سب سچے اور آج میں بھی سچوں میں شامل ہوں چھپ کر نماز نہیں ہوگی۔ چلے دارارقم میں سے نکل کر کعبے کے صحن میں آئے۔

پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تھا کہ آج میں عمر بن خطاب اعلان کرتا ہوں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیا ہے۔ جس کی ہمت ہے وہ آ کر کے روک لے۔ آج نماز چھپ کر نہیں ہوگی۔ آج نہیں اب اس کے بعد کبھی بھی چھپ کر نماز نہیں ہوگی۔ یہ تھا نظام نماز کی ریہرسل۔ جماعت مکے میں قائم ہوئی، مدینے میں پھر آئی۔ پھر مدینے سے پوری دنیا میں پھیل گئی سب سے پہلے بالجہر والا اعلان نماز پڑھوانے کا شرف کس کو حاصل ہوا؟ سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ۔ فاروق لقب اسی لیے ہے ''الذی فرق بین الحق و الباطل'' جس نے حق و باطل کے درمیان تفریق کر دی۔

نظام نماز کا مطلب یہ نہیں کہ چار رکعت سنت سنت کرتے کرتے وضو ختم ہو جائے، نماز ختم ہوگی۔ بعض لوگ نیت کرتے ہیں ناں کہ چار چار چار رکعت رکعت اوہ! بھول گیا۔ پھر نیت کی وہ چار چار چار رکعت منہ طرف قبلہ شریف کے اور اتنے دیر میں آدھی نماز ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی نماز ہے؟ یہ تو ایک بڑی کمزور قسم کی نقل ہے نظام نماز کی۔

اسلامی نظام کے اثرات:

نظام نماز سے مراد یہ ہے کہ اسلام کا قانون معاشرے پر نافذ ہو، حاوی ہو، مقتدر ہو اور اس کی عبادات کو شعبے میں سے جو سب سے بڑی عبادت ہے وہ قانون کا جز بن کر کے نافذ ہو۔ جیسے سائن بورڈ پر لکھا ہے ٹھہریے، رکیے سامان چیک کرائیے اور محصول ادا کر کے جائیے۔ بولنا نہیں پڑتا۔ سائن بورڈ دیکھ کر بڑوں بڑوں کا پیشاب خطا ہونے لگتا ہے۔ نماز اسلامی نظام عبادات کا سب سے بڑا سائن بورڈ ہے تنبیہ کا، وارننگ کا۔ جب یہ اسلام کا نظام آ جائے پھر پوچھا نہیں جاتا کہ جمعہ ہوگا یا نہیں ہوگا؟ عیدین پڑھی جائیں گی کہ نہیں؟ اذان ہوگی کہ نہیں؟ پھر یہ نہیں

ہو سکے گا کہ فخر السادات علی وحسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام پر جعلی اذانوں سے ملک میں فتنہ برپا کیا جائے، ایسا نہیں ہوگا۔ پھر اذان وہی ہوگی جو سن 40 ہجری تک خود علی رضی اللہ عنہ نے دی اور سنی۔ پھر اذان صرف اور صرف وہی ہوگی جو خود سیدین حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنی اور دیں۔ دوسری کوئی آذان نہیں ہو سکے گی پھر۔ فرقۂ مفوضہ کی وہ اذان جس کو ”من لا يحضر الفقيه“ والے نے خود لکھا ہے کہ لعن الله المفوضة خدا کی لعنت ہو ہمارے فرقہ مفوضہ پر انہوں نے اذان وہ بنالی جو ہمارے فرقے کی نہیں۔ سمجھ آ گئی۔ پھر وہ اذان نہیں ہو سکے گی صرف اور صرف وہی اذان ہوگی جو مکہ میں، مسجد حرام میں، مسجد نبوی میں، مسجد قبلتین میں، مسجد قبا میں، مسجد بنی سالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوائی۔ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سنی اور سن 40 ہجری تک اپنی وفات کے آخری دن تک صرف سنی نہیں بلکہ وہ اذان کوفے کی جامع مسجد میں خود کہلوائی، یہ ہے نظام نماز۔

”يقيمون الصلوٰة“ مومن ومتقی وہ ہے جو خدا کو بغیر پوچھے کے، بغیر کسی بحث وتمحیص کے، بغیر تفصیل طلبی کے بن پوچھے، بن دیکھے، چپ چاپ، بغیر دلیل کے دل سے ایمان لائے اور پھر نظام نماز قائم کر دے۔ نظام عبادت اسلام کو پورے ملک کا قانون بنادے۔ آج ہو رہا ہے نا قانون نہیں بنا۔ صدر کے حکم کے باوجود کلرکوں کی پوری لائن قلم چھوڑ ہڑتال کر کے بیٹھی ہوئی عملاً کہ جس وقت اذان کا وقت ہوتا ہے وہ سگریٹ سلگا لیتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی نیک آدمی نماز پڑھ کر واپس آئے تو تب وہ خوشی کے اندر چائے کی ایک پیالی پیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بدھو سائیں نماز پڑھ آئے ہم ویسے کے ویسے بیٹھے ہیں۔ یہ تو توہین ہو رہی ہے نظام نماز کی۔ ہوتا یہ نظام اسلامی، ہوتی وہ شریعت جو حضرات ابوبکر عمر عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نافذ کی اور کلرک یا سپرنٹنڈنٹ کیا ان کا کوئی افسر یا کوئی سٹینو یا کوئی تحصیلدار کوئی قانون کو دپٹواری کوئی مجسٹریٹ کو کمشنر کو ڈی سی کوئی گورنر چپ چاپ بیٹھا رہے ایسا نہیں ہوگا۔ گورنر کے اوپر واجب ہے، علاقائی حاکم پر واجب ہے قانون اسلامی میں کہ وہ پانچ وقت کی اذان خود دلوائے اور جس شہر میں اس کا ہیڈ کواٹر ہو وہاں کی جامع مسجد میں امامت خود کرائے اور اگر جمعہ کا دن آئے تو خطبہ خود دے، عیدین آئیں تو خود خطبہ بھی دے نماز بھی پڑھائے اور اگر جنازہ آ گیا تو اس کی امامت بھی خود کرائے۔ یہ گورنروں کے فرائض میں لکھا ہے شریعت میں۔ جب یہ ہوگا تب نظام نماز قائم ہوگا۔ اب تو آتے ہیں ہمارے گریجویٹ دائیں بائیں دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ کیا پڑھنا ہے؟ جواباً آتا ہے کہ پتہ مجھے بھی نہیں بس اللہ اکبر! یہ شیطانی فلسفہ پھر نہیں چل سکے گا۔ اس کو کہتے ہیں نظام نماز۔

و مما رزقناهم ينفقون اور خدا ان کو زندگی کے جس گوشے میں جس رنگ میں جس شکل میں جنس کی شکل میں، کپڑے کی شکل میں، غلے کی شکل میں، نقد کی شکل میں، زیور کی شکل میں، ہیرے جواہر کی منجمد جائیداد کی صورت

میں، خدا جو کچھ ان کو دیتا ہے وہ زندگی کے ہر شعبے میں ہر قسم کی آئی ہوئی نعمتوں کو اس کے رستے میں اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ جس کا نام نظام عشر ہے۔ جس کا نام نظام زکوٰۃ ہے۔ جس کا نام نظام صدقہ و خیرات ہے۔ جس کا نام ایثار و اخلاص ہے۔ یہ تیسری صفت بیان کی۔

"والذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک" چوتھی صفت ان کی یہ بیان ہوئی کہ اللہ کو ماننا بغیر دلیل کے اللہ کے وجود کو اس کی توحید ذات وصفات کو ماننا بغیر کسی بحث کے، بغیر کسی مناظرے کے۔

اور چوتھی صفت یہ ہے کہ آپ پر جس قسم کی بھی وحی آجائے۔ کیا مطلب؟ وحی دو قسم کی ہے۔ عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ وہ کہتا ہے جی پہلے بھی آ گیا "یؤمنون بالغیب" اب پھر آ گئی "یؤمنون بما انزل الیک" تکرار ہو گیا۔ تکرار نہیں ہے۔ "یؤمنون بالغیب" کا تعلق خدا سے ہے۔ اس کی ذات سے ہے۔ اس کی صفات سے ہے اور "یؤمنون بما انزل الیک" کا تعلق مطلقاً وحی سے ہے۔ اور وحی دو قسم کی ہے۔ ایک وحی وہ ہے جس کو نماز میں پڑھنے کا حکم دیا، اس کا نام قرآن ہے۔ ایک وحی وہ ہے جو خدا کے رسول پر نازل تو ہوئی، لیکن لفظ پیغمبر کے اپنے ہیں اور مفہوم اس کا خدا کا اتارا ہوا۔ ایک وحی وہ ہے جس کے الفاظ بھی خدا کے، مطلب اور معنی بھی خدا کا دیا ہوا ہے۔ اس کا نام قرآن ہے۔ اور اس کا حکم ہے کہ نمازوں میں قرآن پڑھا جائے "و رتل القرآن ترتیلا" قرآن پڑھا جائے۔ اور ایک وحی وہ ہے کہ جس کے الفاظ پیغمبر علیہ السلام کے اپنے اور اس کا مفہوم اور مطلب وہ اللہ کا اتارا ہوا، اس کا نام حدیث رسول ہے۔ "یؤمنون بما انزل الیک" کہ وہ ہر چیز جو وحی کی شکل میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے اس کو جو بے چون و چرا مان لے وہ بھی متقی ہے۔ "وما انزل من قبلک" اور ایسے ہی جو آپ سے پہلے جو ایک لاکھ 23999 نبی اور رسول آئے ان پر بھی جو وحی اتری ان کی کتاب کی شکل میں یا اس کی تفسیر کی شکل میں حدیث کی شکل میں اس وحی کو بھی جو مان لے وہ بھی متقی ہے۔

"وبالآخرۃ ھم یوقنون" اور آخری بات یہ ہے کہ اس پوری کائنات کے ڈرامے کا جب ڈراپ سین ہو جائے یہ بساط لپیٹ دی جائے یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا ہر چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے گی اور اس تاریخ کے لمبے تسلسل کے بعد جب اس کے انجام کو دکھانے کا وقت آئے گا اس دن کا جس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے کہ وہ کس کیفیت میں آئے، وہ کس انداز سے آئے گا وہ بڑا ہیبت ناک دن ہے۔ یوم عظیم ہے، یوم محیط ہے، یوم آخرت ہے، یوم ثقیل ہے اس کی تعریف بڑی قرآن میں آئی ہے یوم آخرت ہے اس دن کو بے چون و چراں ویسے ہی ماننا ہے جیسے خدا کو ماننا جیسے رسول کو ماننا جیسے وحی کو ماننا ہے جیسا نماز کو اور صدقات و خیرات اور زکوٰۃ و عشر کے نظام کو بغیر دلیل کے مان لیا۔ ویسے ہی انہوں نے آپ کی وحی کو مان لیا ویسا ہی انہوں نے پچھلے نبیوں کی وحی کو مان لیا اور آخر میں انہوں نے

کائنات کے انجام ہونے والے دن کو آخرت کو قیامت کو یوم بعث کو یوم النشور کو یوم النشر والحشر کو بھی مان لیا۔ جس میں یہ صفات ہوں گی انہی کو متقی کہا جائے گا۔ اور وہ متقی جن میں یہ صفات ہوں گی ان کے متعلق فیصلہ کیا ہے خدا کا؟ ’’اولئک علی ھدی من ربھم ‘‘ فرماتے ہیں جب تک کوئی شخص ان چیزوں کو نہ مانے میرے نزدیک وہ ہدایت پر نہیں ہوسکتا، مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ’’اولئک ھم المفلحون‘‘ اور جو شخص میرے کہنے کے مطابق ہدایت پر آجائے وہ کبھی دوزخ میں نہیں جاسکتا۔ وہی کامیاب ہوگا۔

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ صفات...... پیغمبر پر وحی اترنے کے بعد، مکے کی مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد، غارحرا سے وحی کی امانت لے کر اترنے کے بعد، مکے کے بازاروں میں تبلیغ سننے کے بعد، ذوالمجاز اور عکاظ کے میلے میں تبلیغ سننے کے بعد، ابولہب کی جوابی کارروائیوں کے بعد، ابوطالب کے اسلام لانے سے انکار کے بعد، عباسؓ کے خاموش ہوجانے کے بعد، حمزہؓ کے تصور میں پڑ جانے کے بعد، لیکن ابوبکرؓ کے مان لینے کے بعد، عثمانؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ کے مان لینے کے بعد، ابوسلمہؓ کے مان لینے کے بعد بلالؓ بن ابی رباح کے مان لینے کے بعد، سمجھ آئی؟ صہیب رومیؓ کے مان لینے کے بعد، زنیرہؓ کے مان لینے کے بعد، اِن لوگوں کے بعد جو نقشہ سامنے آیا ہے، جو لوگ امت کہلائے ہیں وہ کون لوگ ہیں، کوئی شخص بتائے گا ان کو کیا کہتے ہیں؟ جن لوگوں نے بھی وحی کے آنے کے بعد تبلیغ کا پیغام سننے کے بعد جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا، منظور کیا، تسلیم کیا، رہنما بنایا، روحانی باپ بنایا، مرشد کائنات تسلیم کیا، ان کو کیا کہتے ہیں؟ صحابہ۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ خاندان میں صرف دو آدمی تھے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ صرف علیؓ تھے یا حسنؓ تھے یا حسینؓ تھے۔ حسنؓ وحسینؓ تو اس وقت میں اللہ کے ہاں تھے۔ وہ تو اماں کے پیٹ میں بھی نہیں آئے۔ ان کا تو وجود ہی نہیں تھا۔ خود علی کہہ دیجیے رضی اللہ عنہ خود ان کے متعلق دو روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں پانچ سال کے تھے۔ بعض کہتے ہیں آٹھ سال کے تھے۔ ایک فرقہ اور طبقہ کہتا ہے وہ 10 سال کے تھے، ہوں گے ہمیں انکار نہیں، انہیں چونکہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لیکن خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی روایت ہے کہ میں اس وقت پانچ سال کا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ حمیرا سلام اللہ علیہا کا کمال:

اعتراض ان کو یہ ہے کہ عائشہؓ چار پانچ سال کی ہو اور وہ مکے میں اترنے والی وحی کو یاد بھی کرلے اور پھر چھے سال کی عمر میں اس کا نکاح بھی ہوجائے اور نو سال کی عمر میں نبی اس کو مدینے میں آنے کے بعد دلہن بنا کر اس کی اماں ام رومان زینب اس کے ابا عبداللہ ابوبکر اور اس کی بہن اسماء بنت ابی بکر اور اس کے بہنوئی زبیر ابن العوام ان کے ساتھ مل کر، دوپہر کے وقت میں، انصار کے گھروں سے نکل کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں آئے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پہلی رات گزارے وہ ام المومنین سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا اور 18 برس کی عمر میں وہ بیوہ بھی ہو جائے اور جو 68 برس کی عمر میں جون کے مہینے میں رمضان کے مہینے میں نماز وتر کے بعد تہجد کے وقت اس کا انتقال بھی ہو جائے اور وہ جنت البقیع میں دفن بھی ہو جائے ازواج مطہرات کے ساتھ، یہ ہماری عقل میں نہیں آتا ہے۔ ان کو سمجھ میں نہیں آتی۔

کیونکہ عائشہ صدیقہ کی روایت ہے اونچی آواز سے وہ لفظ کہیے جو میں کہتا ہوں، سلام اللہ علیہا، پھر کہیے سلام اللہ علیہا۔ تو وہ فرماتی ہیں "كنت العب باالصبيان" کہ میں مکے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی، حضورؐ کا بولنے والا آپ کا منادی، آپ کا ساتھی، آپ کا عاشق، آپ کا خادم یہ آیت پڑھتے ہوئے گزرا اور اس نے کہا کہ ہمارے پیغمبر پر سورۃ القمر کی یہ آیت اتری ہے "والسعة ادها و امر" کہ قیامت آئے گی اور وہ حادثہ اتنا خوفناک ہوگا، اتنا زہریلا اور کڑوا ہوگا کہ روحیں اس سے سلب ہو جائیں گی، روحیں بے ہوش ہو جائیں گی۔ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت میں تین چار برس کی تھی، لیکن مجھ کو حضورؐ پر اترنے والی اس وحی کا جب اعلان ہوا مجھے سن کر یاد ہو گئی۔ بات سمجھ میں آرہی ہے؟ لیکن دنیا میں کہنے والوں نے یہ تو بک دیا ہے کہ چار سال کے بچوں کو کیا ہوش ہوتی ہے لیکن کوئی جوابی کارروائی کے طور پر اس کی نفی کی کوئی دلیل بھی تو دے دیتے؟ کوئی مائی کا لال پھر ایسا بھی تو بتا دیتے جو یہ کہہ دیتا کہ نہیں جھوٹ بولتی ہے۔ یہ وحی نازل نہیں ہوئی، علی رضی اللہ عنہ زندہ تھے، حسن وحسین رضی اللہ عنہما بعد میں پیدا ہو چکے تھے۔ علیؓ کے بڑے بھائی جعفرؓ اور عقیلؓ زندہ تھے۔ یہ سب موجود تھے۔ خاندان نبوت موجود تھا۔ عائشہؓ کے بہنوئی زبیر ابن عوامؓ جو حضورؐ کی سوتیلی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن صفیہ کے بیٹے تھے وہ بھی موجود تھے جو اس وقت میں ان کی شادی میں شریک تھے۔ یہ ان میں سے کوئی بھی کھڑا ہو کر یہ تو کہہ سکتا تھا نا کہ بچی ہے، نادان ہے، چاہے نبی کی بیوی بن گئی بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔ اس کو کیا خبر آیت نازل ہوئی پھر کوئی بولا؟؟؟ وہ ماں ہی نہیں پیدا ہوئی جو سیدہ عائشہؓ کی بات کی تردید کرنے والا بچہ جن سکے۔ بات سمجھ میں آ گئی؟ کوئی ایک لاکھ 44 ہزار صحابہ میں سے حضرات قعقاع ابن عمرو تمیمی، وحشی ابن حرب، مروان ابن الحکم رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر ابوبکر صدیق تک ایک تو بولے جو یہ کہے کہ عائشہؓ نے غلط کہا۔ سب کے سر خم ہیں، سب کے سب چپ ہیں کہ جس نے تین چار برس کی عمر میں جو بات سنی ہے وہ بالکل سچی ہے، یہ وحی مکے ہی میں نازل ہوئی تھی۔

شق قمر کا پس منظر:

کیوں کہ شق قمر کا معجزہ جس کا ذکر قرآن میں ہے، "اقتربت الساعة وانشق القمر" یہ ہے نا قرآن میں 27 واں سپارہ ہے سورہ نجم کے بعد کی سورت ہے۔ یہ کہاں ہوا؟ رات کا وقت تھا۔ حج کا موسم تھا۔ منیٰ کے میدان

میں ابوجہل اور اس کی پارٹی اکٹھی تھی۔ انہوں نے کہا یار! تیری باتیں سن سن کر تنگ آ گئے۔ آج اگر کوئی نیا کرشمہ دکھایا تو مان لیں گے کہ تو سچا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف ہاتھ کر کے دعا کیا کہ مولا آج ایسی بات دیکھا جو کبھی پہلے نہ ہوئی ہو۔ فرمایا تم اپنی انگلی سے یوں اشارہ کرو پھر دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا چاند دوٹکڑے ہو گئے۔ ایک پہاڑ کے اُس کونے پر، ایک پہاڑ کے اُس کونے پر۔ کیوں کہ جغرافیائی طور سے تھے کوئی ملک ڈھلوان میں ہے کوئی اونچان میں ہے، کہیں پر ہماری رات کے وقت میں دن ہوتا ہے کہیں ہمارے دن کے وقت میں رات ہوتی ہے۔ جو ممالک مغرب میں تھے انہوں نے چاند کی یہ کیفیت نہیں دیکھی۔ وہاں دن تھا اس وقت میں جیسے امریکہ اور جو ممالک شمال میں تھے انہوں نے بھی نہیں دیکھا وہاں بعض ممالک میں چھ مہینے کا دن تھا۔ قطب جنوبی والوں نے بھی نہیں دیکھا، وہاں ہوگا کون اس وقت میں؟ کنٹاریکا میں ہوگا کون؟ برف کے اندر رہنے والا کوئی جانور تو شاید ہو آدمی تو مشکل ہے۔

لیکن ہندوستان کے مالابار کے راجے نے رات کے وقت میں دیکھا چاند دوٹکڑے ہوا۔ اس نے تاریخ نوٹ کی وہ رات میں بے چین تھا۔ محل کی چھت پر وہ ٹہل رہا تھا کسی مملکت کی فکر میں، بیوی بچے کی فکر میں، اچانک اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو چاند کی روشنی تقسیم ہو چکی تھی۔ آدھا چاند اِس طرف سے اور آدھا چاند اُس طرف۔ اس نے فوراً آواز دی گھر والوں کو، انہوں نے کہا میرے وزیروں کو میرے ساتھیوں کو کہہ دو اہلکاروں کو کہ یہ تاریخ نوٹ کر لیں۔ دنیا میں کوئی حادثہ ہونے والا ہے۔ کبھی چاند آج تک دوٹکڑے نہیں ہوا۔ اس رات میں چاند دوٹکڑے ہوا اس کے متعلق سورۃ القمر آئی۔ سورۃ القمر میں یہ آیت ہے ”و الساعة ادھا و امر“ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ جا کے مکہ کے بازاروں میں بتا دو مشرکین مکہ کو کہ اس دنیا کا انجام ہونے والا ہے اور اس انجام کے دن کا نام ”ساعۃ“ اور قیامت ہے اور وہ قیامت بڑا کڑوا حادثہ ہے۔ دنیا کی عیاشیوں کی مٹھاس ختم ہو جائے گی۔ یہاں کی عیاشوں و بدمعاشوں کی لذتیں فنا ہو جائیں گی جب قیامت آئے گی۔ اماں عائشہ، ام المومنین عائشہ، نبی کی سب سے پہلی اور آخری کنواری بیوی عائشہ، ابوبکر صدیق کی چہیتی بیٹی عائشہ، ابوقحافہ عثمان کی پوتی عائشہ، اسماء بنت ابی بکر کی ماں سے سوتیلی بہن عائشہ، لیکن باپ سے حقیقی بہن عائشہ وہ کہتی ہیں میں ساڑھے تین چار سال کی تھی جب میں نے نبی کے منادی کی زبان سے یہ آیت سنی اور مجھے اب تک یاد ہے۔ پھر ڈیڑھ لاکھ صحابہ میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت کسی شخص کو یہ جرات نہ ہوئی کہنے کی کہ عائشہ غلط کہتی ہے ہم نے نہیں سنا۔ سب کو ماننا پڑا کہ آیت صحیح تھی اور یہ بھی ماننا پڑا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ سچ تھا۔ (جاری ہے)

خطاب: ابن امیر شریعتؒ مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ (ناقل: مولوی فیصل فراز) (قسط نمبر: 2)

منہجِ نبوت............قرآن وحدیث کی روشنی میں

مقام: مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان خطابِ جمعہ: 29/ستمبر 1989

اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء کرام علیھم السلام کو لحہ لحہ اپنی نگرانی میں لے کر چلتے ہیں۔ ان کے قلوب میں مال کی خواہش ومحبت نہیں ہوتی، دنیاوی کروفر، ٹھاٹھ باٹھ، آسائش تلاش نہیں کرتے۔ انبیاء پارٹی یا انجمن نہیں بناتے۔ نبی کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری ہدایت کے لیے، بخشش کے لیے، نجات کے لیے، رہنمائی کے لیے، تمہاری انفرادی واجتماعی رہنمائی کے لیے چن لیا ہے۔

مرزا قادیانی کا فلسفہ

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا فلسفہ اور ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ......اللہ ان کی جہالت دور فرمائے، یہ اپنے آپ کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں اے ون جاہل ہیں۔ دنیا کے معاملہ میں بھی اے ون ہیں اور دین کے معاملے میں بھی اے ون۔ اگر ہم کوئی بات کہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری Openion نہیں ہے۔ بھائی تمہاری اوپینین اپنی ہے۔ آپ یہ دیکھو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اوپینین کیا ہے۔ اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپینین اور آخری Remarks (رائے، ہمارا خیال یا فیصلہ) کیا ہیں، اس پر غور کرو۔ تم اس میں بھی ترمیم چاہتے ہو، کیوں؟ اس لیے کہ تم کالے انگریز ہو۔ مجھ جیسا فقیر مولوی کہتا ہے کہ جو نبی نے کہا اس پر ایمان لاؤ، وہ حرف آخر ہے۔ تم کہتے ہو کہ نہیں! وہ اُس زمانے کے لیے تھا۔ ہمارے زمانے میں: بٹ آئی تھنک! (لیکن میں سوچتا ہوں) تمہاری تھنکنگ یورپ کے نظریات سے جفتی ہو کے گابن ہو جاتی ہے۔ اسے اسلامی آئیڈیالوجی منوانا چاہتے ہو؟ یہی مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا، یہی تم کہ رہے ہو۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر کے کیا۔ تم نے نبوت کے دعوے کے بغیر وہی کام سرانجام دیا۔ اس نے کہا کہ جہاد حرام ہے۔ دعائیں دیتا ہے۔

’’بحضور فیضِ گنجور مخدومہ معظّمہ ملکہ عالیہ ادام اللہ اقبالہا واجلالہا‘‘ (روحانی خزائن: ج 12، ص 253)

اس نے کبھی اپنی والدہ ماجدہ کے لیے اتنی دعائیں نہیں کی ہوں گی جتنی دعائیں اس نے اپنی سیاسی والدۂ ماجدہ ملکہ وکٹوریہ کو دی ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کو کہتا ہے کہ تو زمین کا نور اور میں آسمان کا نور ہوں۔ دونوں نور نہیں ہیں ’’نون‘‘ کی جگہ سین لگانا واجب ہے۔ اس زمین کے نور ملکہ وکٹوریا نے مجھ آسمان کے نور غلام احمد قادیانی کو کہا کہ آئی لائک یو۔

لیکن تمہاری بات کوئی نہیں مانتا۔ کہتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ یوں ہی ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ بھائی آؤ ان کی کتابوں کے حوالے دیکھو! ہماری روایت کو مت مانو۔ ہماری روایت کو بغیر تحقیق اور کتابوں کے مطالعے اور مشاہدے کو مت مانو! لیکن جب میں ایک بات کو عرض کرتا ہوں تو آپ اس بات کو دیکھنے تو آئیں۔ اس کے نزدیک تو نبوت کا فلسفہ یہ ہے، حقیقت الوحی میں لکھتا ہے:

''یہ بھی یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے مواخذات کے قانون اور ہیں اور عقل کے اور۔ عقل تو یہ کہتی ہے کہ جو شخص ایک دفعہ چور یا زانی یا شرابی تھا، وہ مرتے دم تک اسی نظر سے دیکھا جائے اور اس پر کبھی اعتبار نہ کیا جائے۔ لیکن خدا کا قانون یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد ایک چور یا زانی یا شرابی نہ صرف راستباز بن جاتا ہے بلکہ بعض اوقات اس اعلیٰ منصبِ ولایت یا نبوت تک پہنچ جاتا ہے جس پر پہنچنے سے دوسروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں''

(روحانی خزائن: جلد 17، ص 241)

اب بتائیے کہ اس سے بڑا جرم اور کیا ہوگا؟ یا آپ میں سے وہ احباب جو میری اس گفتگو پر ناراض ہوتے ہیں، کچھ بوجھل ہو جاتے ہیں ان سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بتائیے کہ میں کیا کروں؟ مرزا کی اس عبارت کے بعد آپ کے پاس کوئی حل ہے تو بتائیے۔

میرے پاس ایک صاحب آتے رہے۔ پندرہ، بیس راتیں تو ایسی ہیں کہ ان کو سمجھاتے سمجھاتے رات کے دو، اڑھائی بج جاتے تھے، جناب سے کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔ کہتے وہ یہ ہیں کہ میں حق کی تلاش میں ہوں۔ ہیں وہ قادیانی لیکن وہ گفتگو کرتے کرتے تمام تاویلات جو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کیں یا مرزا غلام احمد قادیانی کے تنخواہ دار ماننے والوں نے کی تھیں وہی تاویلات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً! مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مسٹر طاہر احمد نے کہا ہے کہ مباہلہ کرلو، حق وصداقت کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کچھ لوگوں کو رچاؤں پیدا ہوا اور وہ آگے بڑھ گئے اور کچھ لوگ ابھی تک اُس پر کتابیں لکھے جا رہے ہیں، لکھے جا رہے ہیں۔

کوئی لے کر بہشت کو دوزخ میں ڈال دے

یہ بھی عجیب ذوق ہے۔ نیت پر حملہ کریں تو یہ شخصیت سازی کا ذوق ہے۔ اگر نیت پر حملہ نہ کریں تو یہ عدم شعور اور لاشعوری کی بات ہے۔ یہ شعور کی بات نہیں کہ ایک قصہ ختم ہو چکا اور خود غلام احمد قادیانی اس میں جھوٹا ثابت ہو چکا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ آخری بزرگ ہیں جنہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے مباہلے کا چیلنج دیا تھا کہ: اگر

میں (غلام احمد قادیانی) جھوٹا ہوں تو تمہاری زندگی (مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ) میں مرجاؤں گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تو میری زندگی میں مرجائے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی 1908 میں جہنم واصل ہوا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ پاکستان بننے کے بعد 15 مارچ 1948ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ اس سے بڑی حقیقت اور کیا ہوگی؟

مرزائیوں کا طریقۂ واردات

مرزا طاہر احمد نے مباہلے کا اعلان کیا کہ میں حق پر ہوں۔ جناب حق کا فیصلہ تو ہو چکا، اب کبڈی کا کیا معنی ہے؟ مرزائیوں کا طریقہ واردات یہی ہے کہ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم ہیں اور ہم اپنے آپ کو حق سمجھتے ہیں اور تمہیں باطل سمجھتے ہیں۔

اگر تو واقعتاً سچا ہے تو پھر مولویوں میں سے کوئی ایک تو مرتا؟ جولائی، اگست گزر گیا، ستمبر گزر رہا ہے چیونٹی بھی نہیں مری۔ اب تم توبہ کرلو، دلیل تو تمہارے پاس کوئی نہیں۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ جناب ایک آخری بات! یہ مباہلہ ہو رہا ہے، اب حق و باطل کے الگ ہونے کا وقت آ گیا۔ جب کچھ نہیں ہوا، اس کی برادری نے، دوستوں نے، ہم احرار والوں نے خود پیغام بھیجا کہ جناب اب بتایئے؟ کہنے لگا کہ جناب ایک چانس اور۔ اَنپڑھ آدمی ہے، عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ عقل جو اسلام کے ماتحت تھی وہ اس کے خبث باطن کی وجہ سے اللہ نے چھین لی۔ اس کی خالص حیوانی عقل گھوڑے، گدھے کی طرح کی عقل ہے۔

امت کو تقسیم کرنے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار

مرزا غلام احمد قادیانی واحد مفسد آدمی ہے جس نے امت میں ایک فتنہ پیدا کیا اور امت کو تقسیم کیا۔ پہلا آدمی ہے جس نے ہندوستان میں امت کو تقسیم کیا۔ اس کے وجود سے پہلے مسلمان ایک اکائی تھے۔ یہ پہلا آدمی ہے جس نے امت کو بانٹا ہے۔ 1857ء میں آپ دیکھیے کیا علماء اکٹھے نہیں؟ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کے اختلافات نہیں تھے؟ مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کیا اُن کے آپس میں علمی اختلافات نہیں تھے؟ (تھے) لیکن جہاد میں اکٹھے تھے۔ ایک مشت تھے۔ اللہ کے راستے میں یک زبان، بیک قدم اٹھے اور انگریز کے خلاف جہاد کا فتوی دیا۔ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ نے کورٹ میں جا کر کہا کہ ہاں میں نے کہا ہے، میری اب بھی یہی رائے ہے۔ لیکن اب یہاں حالات یہ ہیں کہ ایک گروپ یہ کہتا ہے کہ مولانا فضل حق خیر آبادی ہمارے بزرگ ہیں۔ 1857 کے جہاد میں انہوں نے کمال دکھایا۔ دوسرا گروپ یہ احمد اللہ شاہ، مولانا منت اللہ رحمانی، یحییٰ علی اور صادق علی، یہ پٹنہ کے علاقے اور دوسرے علاقوں کے یہ سب انگریز کے ٹاؤٹ تھے۔

دوسرا طبقہ اٹھتا ہے وہ کہتا ہے کہ فضل حق خیر آبادی ٹاؤٹ تھا۔ یہ اُس وقت کسی آدمی نے نہیں کہا اب کہہ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس نے پیدا کیا جس نے غلام احمد قادیانی کو پیدا کیا۔ مسلمانوں کی وحدتِ سیاسیہ کو پارہ پارہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی وحدتِ دینی کو پارہ پارہ کیا۔ یاد رکھیں! جب تک مذہبی طبقاتی کشمکش کا راستہ نہ کھولا جائے تب تک انتشار کی صورتحال پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سب انگریز کا کام ہے۔ وہ حکمرانی کرنا چاہتا تھا۔ وہ حکمرانی کے لیے یہاں آیا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو قائم دائم رکھنے کے لیے ہر وہ حربہ استعمال کیا جو وہ کر سکتا تھا۔

سرائیکی کہانیاں

بات میں سے بات آ گئی۔ یہ آپ کا سرائیکی صوبہ 1880ء میں اس انگریز نے نقشہ بنا کے چھوڑ دیا ہوا ہے۔ میں نے ان گناہگار آنکھوں سے وہ کتاب دیکھی ہے جو رومن ہینڈ رائٹنگ لیفٹ سے شروع ہوتی ہے، انگریزی، ہندی بھاشا کی طرح۔ انگریز کے دور میں جتنی سرائیکی لوک کہانیاں...... آپ کو بھی یاد ہوگا، میں نے بچپن میں سنی ہیں، کڑبل خان کی کہانی ایک انگریز ایف ڈبلیو اسکیمپ نے لکھی (1)، اسی طرح ڈی سی / مجسٹریٹ سر رچرڈ کارنک ٹیمپل نے لکھی ہیں۔ یہاں کی علاقائی لوک روایتی کہانیاں ہیں، قوموں کی، برادریوں کی، ملتان کے ضلع کی، ملتان کے صوبہ کی وہ تمام اس انگریز نے لکھی ہیں۔ بہت ضخیم کتاب ہے۔ اس میں کہانیاں بھی ہیں واقعات بھی ہیں اور سرائیکی صوبے کو تشکیل بھی دے دیا گیا ہے۔ اب مجھے کوئی کہے کہ جناب سرائیکی صوبہ تو ملتانیوں کی خواہش ہے، غلط ہے۔ یہ جو سرائیکی صوبے کے چوہدری ہیں ان کے گھروں میں تو انگریزی بولی جاتی ہے۔ ان کی بیویاں بے پردہ ہیں۔ انگلش میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے گھر میں سرائیکی تو نہیں بولی جاتی۔ یہ سرائیکی صوبے کے برادر نسبتی کہاں سے آ گئے؟

یہ چال ہے۔ آپ کی جغرافیائی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے امریکہ اور یورپ کی۔ کلچرل سوسائٹیاں اس نے آپ کا منہ کالا آپ سے زیادہ کیا ہوا ہے۔ بغل میں پلاننگ کی چھری ہے۔ پلاننگ کی چھری سے آپ کو ذبح کر رہے ہیں اور آپ کو ٹکڑے کریں گے۔ اگر آپ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو آپ نہیں بچ سکتے۔ آپ نے اگر ثقافتی راستوں سے اپنا مستقبل تلاش کرنا شروع کیا تو پھر آپ کو تقسیم سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ تم سانی وصوبائی عصبیتوں کی بنیاد پر قوم کو تقسیم سے نہیں روک سکتے۔

---

(1) اس کتاب کا ترجمہ معروف سرائیکی مصنف شوکت مغل مرحوم (ملتان) نے کیا۔ جو شائع ہو چکا ہے (مدیر)

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ ہندوؤں کی نظر میں

ہماری ثقافت کیا ہے؟ جو یہاں کے سابق ہندو ہیں، پھر مسلمان ہو گئے۔ (راجپوت، کھوکھر، سیال وغیرہ) یہ سب ہندو قومیں ہیں، ان کے آباؤ اجداد سب ہندو تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ تمہاری ثقافت تو ہندوؤں سے بنی ہے۔ تمہاری ثقافت کا قرآن وحدیث سے کیا تعلق۔ میں نے ان کانوں سے سنا کہ: تم دیکھو نہ دیکھو، تمہاری آنکھوں پر پٹی ہے، تمہارے کانوں میں سیسہ ڈال دیا گیا ہے۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ بھی تو باہر سے آئے تھے۔ یہ ہندو نہیں تھے بلکہ قریشی ہاشمی (عربی) تھے۔ یہاں آئے دیکھا کہ مال و دولت ہے، ڈیرے لگا لیے۔ زمین ہندوؤں نے دی ہے۔ خواہ مخواہ اُن کی کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ یہ سندھ کی طرف گئے، وہاں شادی تھی، بارات پہنچ گئی، دولہا پیچھے رہ گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت دعا کریں۔ انہوں نے دعا مانگی، دولہا پہنچ گیا۔ سجھ (سورج) نکل آیا، سنجوگ بن گیا، یعنی حسن اتفاق ہے۔

حسن اتفاق اس طرح کہ ایک طرف سورج نکل رہا تھا، ایک طرف بہاء الدین زکریا رحمہ اللہ نے دعا کی، ادھر کشتی نظر آ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ان کی کرامت ہے، لوگ پاؤں میں گر پڑے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمہ اللہ کے متعلق سرائیکی صوبے کے بانیان کی یہ گفتگو ہے، یہ نہیں بتاؤں گا کہ کس سیل کی یہ گفتگو ہے۔ مختلف گروہ ہیں اس وقت کام کرنے والے۔ ایسے ثقافتی نمائندے کو پکڑو جو پاکستان میں ثقافت کی وجہ سے کروڑوں روپے کھا رہا ہے۔ جو حضرت مولانا بہاء الدین زکریا رحمہ اللہ کو کہتا ہے گو نسو یعنی یہ سب باہر سے آنے والے لوگ ہیں، ہم میں سے نہیں، ہمارا اصل تو ہندو ہے۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

مولانا محمد مغیرہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان) (قسط نمبر:18)

محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں

محترم قارئین! یہ بات آپ کے سامنے آچکی کہ مرزا قادیانی مجدد اور محدث کے دعوے کرنے کے بعد اسی راستے کو اختیار کر کے مقامِ نبوت تک پر فائز ہونے کا مدعی ہوا۔ یہ بھی آپ کے علم میں ہوگا کہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس کا ٹولہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک گروپ لاہوری گروپ کے نام سے پہچانا جاتا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا بلکہ مسیح موعود اور مہدی و مجدد تسلیم کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروپ قادیانی کے نام سے معروف ہوا اور یہ مرزا قادیانی کو اپنا نبی و رسول مانتا ہے اور جھوٹی نبوت پر کچھ خیالی دلائل بھی رکھتا ہے۔ لیکن دلچسپ دھوکا یہ ہے کہ اس قادیانی گروپ کے مشنری بھی اپنی ابتدائی تبلیغی ملاقاتوں میں مرزا قادیانی کو صریح طور پر نبی و رسول کہہ کر تعارف نہیں کرواتے بلکہ محض مسیح موعود یا مہدی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ حتی کہ بعض اوقات تو نبوت کے بارے میں پوچھنے پر دبے لفظوں میں انکار بھی کر دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی اپنی کتب اس کے دعوائے نبوت کو چیخ چیخ کر برملا بیان کر رہی ہیں۔ بلکہ یہ ایک مستقل مضحکہ خیز صورت حال ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کے سفر کے ارتقائی مراحل مجدد اور محدث سے ہو کر مجازی نبوت اور غیر حقیقی نبوت سے ہوتے ہوئے کہاں کہاں تک پہنچتے ہیں۔

آج کی گفتگو میں ہم کوشش کریں گے کہ نبوت کے دعوے پر مرزا قادیانی کی عبارتیں بغیر کسی ملاوٹ اور تبصرے کے آپ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ پڑھنے والوں پر بات واضح ہو جائے اور آپ ثبوت کی قوت کے ساتھ علی وجہ البصیرت رائے قائم کریں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

1۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (روحانی خزائن: ج ۱۸، ص ۲۳۱)

2۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (ر، خ: ج ۲۲ ص ۵۰۳)

3۔ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ہے (ر، خ: جلد ۲۲ ص ۱۵۴)

4۔ نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے اس نام کے مستحق نہیں (ر، خ: ج ۲۲ ص ۴۰۶/۷)

5۔ یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے، غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص

ہوں۔جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا، بس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔(ر،خ: ج۲۲ص ۴۰۶)

6۔میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ (مجموعہ اشتہارات: ج۳ص ۵۹۷)

قارئین یہ چند حوالہ جات وہ ہیں جن میں دعوائے نبوت واضح ہے۔مزید یہ کہ اگر کوئی شخص نبوت کا مدعی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہی کہہ رہا ہے کہ مجھ پر خدا تعالی سے وحی آتی ہے اور میں اس وحی کو امت تک پہنچانے کا ذمہ دار ہوں۔لہذا مرزا قادیانی نے پوری وضاحت وصراحت سے اپنے اوپر نزول وحی کا بھی دعوی کیا، وہ لکھتا ہے:

1۔"جاء نی آئیل واختار" میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور حاشیہ میں لکھا کہ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔(ر،خ: ج۲۲ص ۱۰۶)

اس عبارت میں اس کا اظہار ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس معاذ اللہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔یعنی اللہ تعالی کے وہ معزز فرشتے جو انبیاء کے پاس وحی لایا کرتے تھے۔اب اگلا سوال یہ ہے کہ وہ شیطان جس کو مرزا قادیانی نے حضرت جبریل علیہ السلام سمجھ لیا، وہ کتنی بار وحی لایا؟ تو مرزا قادیانی کی تحریر یوں ملتی ہے:

2۔"جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"۔(ر،خ: ج۲۲ص ۱۵۶)

اس کے بعد اگلا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر جس وحی کا نزول ہوتا تھا کیا وہ وحی بالکل ویسے تھی جیسے سابقہ انبیاء پر وحی ہوئی؟ خصوصاً جیسے حضور علیہ السلام ہر وحی پر ایمان لانا ضروری تھا۔مثلاً قرآن مجید میں تیس پارے الحمد سے لیکر والناس تک ایک ایک لفظ وحی ہے اور ہر لفظ پر ایمان لانا ضروری ہے۔اس سوال کی حقیقت کو جاننا اس لیے ضروری ہے کہ قادیانی گروپ تو دبے لفظوں میں اور لاہوری گروپ کھل کر کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی وحی ایک نمبر نہیں تھی بلکہ دوسرے درجے کی تھی، کبھی اس کو مجازی یا غیر حقیقی کہا جاتا ہے تو کبھی الہام وظلی و بروزی وحی کے لفظ بولے جاتے ہیں۔جبکہ اس پر مرزا قادیانی نے بڑے ٹھوس لفظوں میں صراحت کر رکھی ہے کہ اس پر نازل ہونے والی وحی بھی ویسے ہی واجب الاتباع ہے جیسے معاذ اللہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی ہر وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔مرزا قادیانی لکھتا ہے:

3۔ ''میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیوں رد کر سکتا ہوں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ایمان لاتا ہو جیسا کہ ان تمام خدا تعالیٰ کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں''۔ (ر، خ: ج ۲۲ ص ۱۵۰)

4۔ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا تعالیٰ کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی قطعی طور پر خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''۔ (ر، خ: ج ۲۲ ص ۲۲۰)

5۔ ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ اور انجیل اور قرآن مجید پر'' (ر، خ: ج ۱۷ ص ۴۵۴)

6۔ ''اور میں جیسا کہ قرآن کریم کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی''۔ (ر، خ: ج ۱۸ ص ۲۱۰)

7۔ ''الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے''۔ (ر، خ: ج ۱۱ ص ۶۲)

قارئین ہم نے اب تک مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت کے دعوے کی حقیقت صاف اور کھلے لفظوں میں پیش کر دی۔ نیز یہ بات کہ مرزا قادیانی خود پر نزول وحی کا مدعی تھا، یقیناً کئی حوالوں کے ثبوت سے آپ پر واضح ہو چکی ہو گی۔ اس سے اگلا مرحلہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص نبوت کا مدعی ہو اور وحی کا بھی ......اور وحی بھی سابقہ انبیاء کی طرح......تو منطقی تقاضا ہے کہ اس وحی میں بھی پچھلے انبیاء کی طرح ایک الگ شریعت کا وجود میں آنا لازمی امر ہے۔ قارئین گرامی یہ منطقی تقاضا صرف لزوم نہیں بلکہ التزام ہے، یعنی مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ اس کی جھولی میں نبوت و رسالت بھی ہے، وحی بھی ہے اور شریعت بھی۔ اس پر مرزا قادیانی یوں لکھتا ہے:

''سوا اس کے کہ یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً جیسا کہ یہ الہام **"قل للمؤمنین یغضوا من الابصار ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم"** یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ"** یعنی قرآنی تعلیم قرآن میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا پھر اجتہاد کی گنجائش نہ تھی''۔ (ر، خ: ج ۱۷ ص ۴۳۶)

لیجئے قارئین مرزا قادیانی کی نبوت کی خدوخال آپ کے سامنے بحوالہ پیش کردیے گئے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کا بھی ہے، وحی کے نزول کا دعویٰ اور یہ بھی کہ وہ باضابطہ شرعی نبی ہیں۔ اب لگ رہا ہوگا کہ مرزائی کے دعوائے نبوت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی شافی بیانات جمع ہو چکے اور یہ مسئلہ حل ہو گیا، مگر شاید مرزا جی نے خیالی طور پر اپنی نبوت میں ذرا کمزوری محسوس کی اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے یوں بیان دیا کہ

''خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے''۔ (ر، خ: ج۲۳ص۳۳۴)

''انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بہ عرفاں نہ کمترم زکسے'' (انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں، مگر میرا عرفان و معرفت کسی سے کم نہیں ہے۔ ر، خ: ج۱۸، ص۴۷۷)

''اسی طرح دلائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا''۔ (ر، خ: ج۲۲ص۱۵۳)

''پھر خدا نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو؟''۔ (ر، خ: ج۲۳ص۱۵۹)

قارئین ان تحریروں میں مرزا جی بتا رہے ہیں کہ میں صرف نبی صاحب وحی اور صاحب شریعت ہی نہیں بلکہ اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام جن کو مسلم امت نبی مانتی ہے، مرزا قادیانی عظمتِ شان میں ان سے زیادہ اور ان سے افضل ہے۔

مرزائی نبوت کی تمام جہتوں کی ستر پوشی کے بعد مرزا قادیانی کو خیال ہوا کہ نبوت کے لیے تو معجزے کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ اس نے اپنی نبوت کے دعویٰ کو اپنے معجزات کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی اور ان نام نہاد معجزات کا ذکر کئی جگہوں پر کیا ہے، مثلاً اس نے لکھا ہے:

''اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت کم نبی ایسے آتے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں''۔ (ر، خ: ج۲۲ص۵۷۴)

’’درحقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔‘‘ (ر،خ: ج۲۱ص۷۲)

قارئین محترم مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ زاد نبوت کا پورا حلیہ بغیر کسی کم و کاست کے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ یعنی نبوت، وحی، شریعت اور معجزات کا ایک مختصر مگر مکمل خاکہ بن گیا۔ جس سے مرزا قادیانی کے مجدد و محدث کے دعویٰ پر محدود رہنے کے مغالطے اور دھوکے کی تحقیق ہوگئی۔ اور پڑھنے والوں کو بخوبی معلوم ہو چکا کہ مرزا قادیانی کے دعووں کی حقیقت کیا تھی۔ مگر مرزا قادیانی کی ترقی کی منازل ابھی باقی ہیں۔ اس مرحلے پر آ کر جی گھبراتا ہے اور مرزا جی کی دعووں کی بلندیوں کو ذکر کرنے کے لیے خاص ہمت درکار ہے۔ معلوم نہیں خود مرزا قادیانی کو ان دعووں کو بیان کرنے کی جرأت اور حوصلہ کیسے ہوا، دنیا کا کوئی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوئے یہ بھی کہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرتبہ، رتبہ، عظمت میں برابر ہے۔

بڑے بڑے بلند مر، تبہ بلند عظمت نبی گزرے ہیں جن میں سیدنا ہود علیہ السلام، سیدنا صالح علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبران گرامی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و رسول اور مقدس ہستیاں گزری ہیں مگر سابقہ آسمانی کتب میں یا قرآن و حدیث میں کہیں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ کوئی نبی یا رسول درجہ یا رتبہ میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو سکے۔ کہیں اشارہ تک نہیں ہے مگر مرزا قادیانی بڑے دعوے سے حضور علیہ السلام کے برابر کا دعویٰ کر رہا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ میں بلند ہونے کا بھی معاذ اللہ مدعی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

’’خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہے نہ اور کوئی، جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ر،خ: ج۱۸ص۲۱۲)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کا وجود قرار دیا ہے (نعوذ باللہ) اور یہ کہ اس کے نبی بننے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی اور یہ کہ کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت

میں منعکس ہیں اس سے بڑھ کر شان رسالت میں برابری کا کیا دعوی ہوسکتا ہے۔ مزید لکھا ہے:

''میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی اضافہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمیٰ ہو کر رسول بھی ہوں اور مسیح بھی۔ (ر، خ: ج ۱۸ ص ۲۱۱)

ایسے ہی حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی برابری ظاہر کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

''کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بمع جب آیت ''و آخرین منهم لما یلحقو بهم'' بروزی طور پر ہی خاتم الانبیاء ہوں'' (ر، خ: ج ۱۸ ص ۲۱۲)

قارئین محترم مرزا قادیانی نے اسی طرح بہت سے وہ اوصاف جو حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہیں ان کو اپنے لیے بیان کرنے کی جسارت بھی کر رکھی ہے۔

مثلاً قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمغہ عنایت فرماتے ہیں۔ ''انا اعطینک الکوثر'' اس قرآنی آیت میں کوثر کا خصوصی انعام بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ انعام خصوصی طور پر عطاء فرمایا ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ انعام مجھے ملا ہے اور مجھے اللہ نے فرمایا ہے کہ ''انا اعطینک الکوثر'' (ر، خ: ج ۲۲ ص ۱۳ ۷)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خصوصی انعام سے نوازا اور آپ کی عزت و عظمت کا ذکر فرمایا۔ ''وما کان اللہ لیعذبهم و انت فیهم'' کہ پہلے کفار پر نبی و رسول کے انکار کی وجہ سے ان پر عذاب آئے مگر حضور کی عظمت بیان کی کہ آپ کے ہوتے ہوئے ہم ان کفار کو عذاب نہیں دیں گے۔

جبکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ عزت افزائی اور عظمت اللہ تعالیٰ نے میری بیان کی ہے۔ (ر، خ: ج ۱۸ ص ۲۲۶)

ایسے ہی کائنات جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ''وما ارسلناک الا رحمة للعالمین'' کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جبکہ مرزا دعوے دار ہے کہ یہ رحمۃ للعالمین کا مقام صرف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء کیا ہے۔ (ر، خ: ج ۲۲ ص ۸۵)

مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کے برابری پر لانے کے باوجود پیٹ نہیں بھرا اور کم بختی کی انتہا کہ ایک جگہ پر رقم ہے کہ '' له خسف القمر المنیر، و ان لی خسف القمران المشرقان.....'' (ر، خ: ج ۱۹ ص ۱۸۳)

ترجمہ: اس کے لیے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چانداور سورج دونوں کا، کیا اب تو انکار کرے گا۔

اس شعر میں خسوف قمر سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے شق القمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا بیان ہے۔ مگر اس رنگ میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تو صرف چاند پر ظاہر ہوا جبکہ مرزا قادیانی کا جھوٹا معجزہ جس کو باطل طور پر وہ اپنے مہدی ہونے کی نشانی بتا تا ہے وہ چانداور سورج دونوں میں ظاہر ہوا ہے۔ واضح ہے کہ اس شعر میں اپنی برتری ذکر کر رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو معجزہ صرف چاند دو ٹکڑے ہونے کا دیا جبکہ مجھے مرزا قادیانی کو چانداور سورج دونوں کے خسوف کا۔

(جاری ہے)

مسلم ہسپتال چناب نگر میں فری میڈیکل و آئی کیمپ اور سفید موتیا کا آپریشن

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام 10 اکتوبر 2026 بروز ہفتہ مسلم ہسپتال چناب نگر میں فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ جس میں جنرل او پی ڈی 200، شوگر ٹیسٹ 23، کل 223 مریض تھے جن کو مفت علاج اور ادویات کی سہولت دی گئی۔ اس مرتبہ فری میڈیکل کیمپ کا جناب مہر تیمور امجد لالی صاحب (ایم پی اے) نے بطور خاص وزٹ کیا۔ کیمپ ڈاکٹر خاور منصور صاحب اور ڈاکٹر ظہیر احمد حیدری صاحب کی نگرانی میں چلتا ہے اور اس میں خدمت کے فرائض بھائی محبوب احمد، محمد مرسلین، عبدالمجید زمان، افتخار احمد، محمد اعجاز، محمد طلحہ اور منظور احمد انجام دیتے ہیں۔

18 اکتوبر 2026 بروز اتوار فری آئی کیمپ لگایا گیا جس میں خاص طور سے مفت سفید موتیا کے آپریشن کروانے کا اعلان بھی کیا گیا تھا کیمپ محترم جناب ڈاکٹر اخلاق احمد صاحب کی زیر نگرانی لگایا گیا جس میں 93 مریضوں کا معاینہ کیا گیا اور ادویات مفت مہیا کی گئیں۔ اسی طرح عینک کا نمبر وغیرہ بھی دیا گیا۔ جبکہ 5 مریضوں کا سفید موتیا کا مفت آپریشن 20 اکتوبر 2026 بروز منگل ماہر تجربہ کار ڈاکٹر حذیفہ اخلاق صاحب نے کیا۔

ہر ماہ کے کیمپ پر کم وبیش پچاس ہزار روپے تک کے اخراجات آتے ہیں جبکہ سالانہ آئی کیمپ میں ادویات اور آپریشن پر تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے تک خرچ ہوئے ہیں۔ الحمد للہ یہ سب اللہ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ممکن ہوتا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے تمام شعبوں کو اپنی دعاؤں، مال، جان اور وقت سے مضبوط کریں۔

طالب دعاء: سید عطاء المنان بخاری، نگران شعبہ خدمت خلق مجلس احرار اسلام پاکستان 0301-7181267

امجد علی مردانوی (جنرل سیکرٹری، متحدہ اسلامی کونسل مردان) (قسط نمبر:5)

قادیانیت کا ایک اور روپ فتنۂ دیندار انجمن

گزشتہ اقساط میں دیندار انجمن کے بانی، جھوٹے مدعیِ نبوت، قادیانی مبلغ صدیق حسین دیندار چن بسویشور اوراس کے پیروکاروں کے باطل اور کفریہ عقائد قارئینِ کرام نے ملاحظہ کیے ہوں گے۔اب ہم قارئین کے سامنے ان بعض اصطلاحات کو پیش کرر ہے ہیں جو دیندار انجمن والے اپنی تقاریر وتحاریر میں استعمال کرتے ہیں، تاکہ ان کی غلط، باطل اور امتِ مسلمہ سے ہٹی ہوئی ذہنیت قارئین پر آشکار ہو۔

فیج اعوج کی اصطلاح مرزا قادیانی نے بھی اپنی تحاریر میں استعمال کی ہے،اور بانیِ دیندار انجمن نے بھی مرزا قادیانی ہی سے یہ اصطلاح لے کر اپنی کتب میں کثرت سے استعمال کی ہے۔اس اصطلاح کی تعریف اوراس کے ضمن میں ان کے دیگر باطل عقائد کسی وضاحت کے محتاج نہیں، تاہم فیج اعوج کے حوالے سے ان کی کتابوں سے دیگر اصطلاحات کی نسبت کچھ زیادہ عبارات پیش کرر ہے ہیں، تاکہ قارئین دیندار انجمن کے اس اصطلاح کی آڑ میں مختلف عقائد کا جائزہ لے سکیں۔

1۔ فیج اعوج

''وہ (ایک ہزار سال) جو چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا اور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوا۔اس طرح ایک ہزار سال اس کا دور رہا۔جس کی نسبت قرآن کریم نے اپنے دوبارہ آسمان میں چڑھنے کا زمانہ کہا ہے۔''

(دعوت الی اللہ، ص61)

''صحابہ تابعین تبع تابعین کے زمانہ کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جو ایک ہزار سال گزرا ہے اس میں قرآن کریم آسمان پر چڑھ گیا۔اس کے بعد چودھویں صدی جو ساتویں ہزار کا اختتام ہے اس میں دوبارہ قرآن کریم نازل ہو رہا ہے۔'' (دعوت الی اللہ، ص64)

''فرقوں والا زمانہ جس کا دور فرقہ احمدیہ پر ختم ہوتا ہے جس کے متعلق حدیثوں میں زمانہ فیج اعوج کہا گیا ہے وہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا اور وہ تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوا اس طرح ایک ہزار سال اس کا دور رہا۔۔۔''

(دعوت الی اللہ، ص61)

''اسلام جو ادیانِ عالم کی جامعیت کی صورت میں ظاہر ہوا تھا 300 سال تک اپنی اصلی صورت میں درخشاں رہا۔۔۔جب تیسرا قرن ختم ہوا یعنی تبع تابعین کا زمانہ ختم ہوگیا تو ساتھ ہی اسلام بھی روپوش ہوگیا۔فیج اعوج کا زمانہ جو فرقوں کا زمانہ تھا شروع ہوا۔۔۔'' (دعوت الی اللہ، ص82، بحوالہ الکوثر، مصنفہ صدیق دیندار)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال کا ایک سرکل متعین کیا ہے۔۔۔تین سو سال خیر کے یعنی صحابہ، تابعین وتبع تابعین کے، اس کے بعد ایک ہزار سال کا زمانہ فیج اعوج نہج اعوج کا رہے گا۔۔۔''

(اظہار حق، ص354، مرتبہ خالد حسین بن ضیاء الحسن بن صدیق دیندار)

''اللہ کا امر آسمان سے زمین کی طرف بھیجا گیا تھا وہ ایک دن کے لئے اٹھالیا جائے گا ایک دن تمہارے حساب سے ایک ہزار سال ہیں۔۔۔ چودھویں صدی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری صدی ہوگی۔۔۔''(اظہار حق، ص355، مرتبہ خالد حسین بن ضیاء الحسن بن صدیق دیندار)

''اس مدت میں یعنی ایک ہزار سال کے اندر 72 فرقے بن جائیں گے۔ ان میں آخری فرقہ فرقہ احمدیہ ہے۔ جس کو اس امت کے آخری خلیفہ مسیح محمدی نے قائم کیا، مسیح موعود اس فرقہ کے قیام کے وقت فرماتے ہیں کہ نام احمد جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اس سے میں ایک فرقہ بناتا ہوں۔ اس کو فرقہ احمدیہ سے موسوم کرتا ہوں۔ غرض یہ آخری فرقہ حسب ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم 13 صدی کے اندر ہی قائم ہوا۔ اس طرح فیج اعوج کا زمانہ ختم ہوا۔''(دعوت الی اللہ، ص81)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے بعد مرزا قادیانی اور صدیق دیندار کے دور تک ایک ہزار سالہ عرصے میں اسلام کے روپوش ہونے، قرآنِ مجید کے آسمان پر چڑھنے اور دوبارہ نازل ہونے، قادیانیت کو اسلام کا آخری فرقہ اور اس کے بانی مرزا قادیانی کو مسیح محمدی اور اسلام کا آخری خلیفہ قرار دینے جیسے باطل، من گھڑت اور گستاخانہ نظریات پیش کیے گئے۔ اس کے باوجود دیندار انجمن والے کمالِ ڈھٹائی سے سوال کرتے ہیں کہ انہیں قادیانی اور اسلام سے خارج کیوں قرار دیا جارہا ہے۔

2۔ جماعتِ اولین

''بدأ اسلام میں خود صحابہ اوّلین کہلائے آخرین وہ جو فیج اعوج کے بعد والا گروہ ہے۔''(مسدس شمس الضحیٰ، ص16)

3۔ جماعتِ آخرین

''جماعت آخرین جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تصدیق کرنے والی ہوگی۔''(دعوت الی اللہ، ص72)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بے شک جماعتِ اوّلین ہی ہیں، لیکن اس کی آڑ میں جھوٹے مدعیِ نبوت صدیق دیندار چن بسویشور کا اپنی جماعت کو جماعتِ آخرین کہنا اور جماعتِ آخرین کی نشانی، مسیح ہونے کے جھوٹے دعوے دار مرزا قادیانی کی تصدیق کرنا بیان کرنے کے بعد، کیا دیندار انجمن والوں کو قادیانی نہ کہا جائے گا؟

4۔ فتنۂ ارتداد

''یہ جماعت (دیندار انجمن) عین فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں یعنی مشہور 1924ء جو فتنۂ ارتداد کا زمانہ ہے یہ

جماعت ظہور میں آئی ہے۔'' (امام الجہاد، ص7)

صدیق دیندار کا پوتا خالد حسین اپنی کتاب ''اظہارِ حق'' میں لکھتا ہیں:

''حضرت مولانا صدیق حسین دیندار چن بسویشور جو کامل فنا فی الرسول تھے اور جنہوں نے 1924 میں فتنہ ارتداد کے وقت غیرت محمدی ﷺ کا مجسمہ بن کر بر بنائے بشارت ایک تحریک دیندار انجمن کی بنیاد رکھی تھی جس کا مرکز حیدر آباد دکن خانقاہِ سرورِ عالم تھا''

سن 1924ء کے متعلق دیندار انجمن والے اپنے بیانات (یوٹیوب) میں قرآنی آیت ''مَنْ یَرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ'' کے مصداق فتنۂ ارتداد بتا رہے ہیں اور ''فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ'' سے اپنی جماعت، دیندار انجمن، کو مراد لے رہے ہیں۔ اس طرح وہ مفسرینِ امت کی تفسیر سے ہٹ کر دورِ صدیقی میں فتنۂ ارتداد کے حوالے سے جس آیت کو مفسرین بیان کرتے ہیں، صدیق دیندار اور اس کے ہمنوا اسی آیت کو سن 1924ء پر فِٹ کرنے جا رہے ہیں، اسی سن میں بانیِ دیندار انجمن نے ہندوؤں کے لیے ہندو اوتار چن بسویشور ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا اور ایک الگ جماعت بنائی تھی۔ ہندوستان میں اس فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لیے مولانا الیاس رحمہ اللہ کے فکری و اصلاحی مشن کے نتیجے میں تبلیغی جماعت قائم ہوئی تھی، جس کے ثمرات آج دنیا دیکھ رہی ہے۔ لیکن افسوس کہ چن بسویشور نے فتنۂ ارتداد کے دور میں بھیڑ کی صورت میں بھیڑیے کا کردار ادا کر کے نہ صرف خود گمراہ ہوا، بلکہ دوسروں کی گمراہی کا بھی سبب بنا۔

5۔ زمانۂ قیامت

''زمانہ ارتداد جو مسلمانوں کے قیامت کا زمانہ ہوگا۔'' (دعوت الی اللہ، ص64)

''اولیاء اللہ دکن نے قرآن کریم کے مقرر کردہ زمانہ قیامت کو یوں تصدیق کر دی۔ لکھا ہے کہ، اڑیا بندا پڑوور شکے جلکے پڑی، یعنی چن بسویشور پیدا ہونے کے سات سال بعد دنیا پر قیامت آئے گی۔'' (اعادہ اسلام، ص46)

''1924 کا زمانہ ہوگا قیامت کا مالک ظاہر ہوگا وہ حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسوایشور کا وجود مبارک ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ تقسیم ہند عمل میں آئی۔'' (مسدس شمس الضحیٰ، ص47)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ 1944 میں اسلام کا غلبہ شروع ہوگا وہ حشر کا زمانہ ہے۔'' (دعوت الی اللہ، ص65)

عجیب تضادات ہیں۔ 1886ء چن بسویشور کی پیدائش کا سال ہے تو اس کے سات سال بعد کون سی قیامت کب آئی؟ اور 1944ء کے بعد چن بسویشور اور اس کی جماعت نے کون سا تیر مارا؟ قیامت کا مالک ہونے کا دعویٰ تو انتہائی گستاخانہ بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی۔ اس باطل، جھوٹے اور خودساختہ تصورِ قیامت پر اتنا عرض ہے کہ چن بسویشور صاحب، مرزا قادیانی سے جھوٹ، مضحکہ خیز نظریات و تصورات اور تضادات پیش کرنے میں دو قدم آگے ہیں۔

6۔ اعادۂ اسلام ''اس (اعادہ اسلام) کی بیّن دلیل ''تلک الایام نداولھا بین الناس'' کی آیت مبارکہ

ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمارہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دنوں کو انسانوں میں بار بار دہراؤں گا۔'' (عالمی پیشگوئیاں ابتدائی صفحہ، مصنفہ ضیاء الحسن بن صدیق دیندار)

''اسلام کی صورت میں پچھلے ایک ہزار سال میں جو 72 فرقے ہوئے ہیں وہ سب کے سب اعضائے اسلام ہی تھے ان سب کی مجموعی تصویر اور وجود کامل آپ ہی کا وجود ہے لیکن اسلام میں نبوت ختم ہو چکی ہے اس لیے وہ وجود کامل آپ کے امتی کی شکل میں ظاہر ہوا اور وہ وجود حضرت مولانا صدیق دیندار قدس سرہ العزیز کا ہے۔''

(مسدس شمس الضحیٰ، ص 51)

اعادۂ اسلام کا عجیب فلسفہ، فیج اعوج میں 72 فرقے بننا، نبوت ختم ہو چکی ہے، لیکن چن بسویشور کی شکل میں نعوذ باللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا دعویٰ۔ اللہ اکبر! چن بسویشور اور اس کے پیروکار پتا نہیں کس ڈھٹائی سے ختمِ نبوت پر ایمان کا دعویٰ کر کے ختمِ نبوت پر حملہ کر رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کفر کوئی نہیں جانتا۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور امام الانبیاء ہیں۔ آپ اس دنیا میں تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کا پیغام قرآن وسنت کی شکل میں انسانیت کو پہنچایا اور اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے وجودِ اقدس کے کسی دوسرے وجود سے ظاہر ہونے کا عقیدہ نہ صرف ختمِ نبوت کے منافی ہے، بلکہ صریح توہین ہے۔

7۔ مسیح موعود

''قیامت کا نشان بن کر مسیح موعود کا وجود کھڑا ہو گیا، وہ ہستی حضرت مرزا غلام احمد کی ہے۔'' (مسدس شمس الضحیٰ، ص 106)

پوری امت مسلمہ قرآن وسنت کی روشنی میں مسیح موعود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتی ہے اور ان کے آسمان پر زندہ اٹھانے اور قربِ قیامت میں ان کے نزول کو مانتی ہے۔

لیکن جس کانے مرزا کو دیندار انجمن والے مسیح موعود اور قیامت کا نشان مان رہے ہیں، پوری امتِ مسلمہ اس بدبخت اور اس کے پیروکاروں کو جھوٹا اور کافر سمجھتی ہے۔

اس طرح واضح طور پر مرزائیوں کے باطل عقائد تسلیم کرنے کے باوجود دیندار انجمن والوں کا مظلومیت کا ڈھونگ رچانا (ہمیں قادیانی کیوں کہا جارہا ہے؟) اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ ان پر دجل وتلبیس کی حد تمام ہو چکی ہے۔

8۔ بعثتِ ثانی

''صوفیانہ اصطلاح میں بروز محمد بعثتِ ثانی کو کہا گیا ہے .... یہ فقیر (صدیق دیندار) فنافی الرسول اپنے اندر سے حضور منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی طاقت کو ظاہر کر رہا ہے جس کی وجہ سے میرے سامنے نہیں بلکہ حضور منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کل انبیاء زانوادب پہ ایک یہ بیٹھے ہیں۔'' (مہر نبوت، ص 62)

دوسری بعثت کا تصور اسلام میں نہیں، بلکہ ہندوازم میں ہے۔ دیندار انجمن کے بانی کے نام کے ساتھ آج بھی

چن بسویشور لکھا جا رہا ہے، تو پھر مسلمان ہونے کا دعویٰ چھوڑیں اور کھل کر ہندوؤں کا کوئی گروہ بنیں لیکن دیندار انجمن والے خود کو مسلمان کہلوانے کی ضد نہ کریں۔

اس اصطلاح میں مرزا قادیانی نے بھی اپنی جھوٹی دعوے داری کو نبوت کا نام دینے کی ناکام کوشش کی تھی، لیکن وہ دنیا میں ایک ذلیل شخص کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسری بعثت کا عقیدہ اسلام اور مسلمانوں کا نہیں ہے۔

9۔ بروزِ محمد

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ بلباس دیگر ہندوستان کی سرزمین میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں جس کو بروز محمد کہتے ہیں وہ وجود مولانا صدیق دیندار کا ہے۔ نعوذ باللہ۔'' (مسدس شمس الضحیٰ، ص 16)

یہ صریح گستاخی ہے۔ اس قسم کی عبارات نقل کرنا بھی ہمارے لیے انتہائی دکھ کا باعث ہے، لیکن چن بسویشور ملعون اور اس کے پیروکاروں کی حقیقت بتانے کے لیے، ''نقلِ کفر، کفر نہ باشد'' کے تحت، اپنے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کی غرض سے یہ عبارات پیش کرنا پڑتی ہیں، ورنہ ایسے گستاخانہ کلمات پر مشتمل کتب، ان کے لکھنے والے اور نشر کرنے والے آگ میں ڈالنے کے قابل ہیں۔

10۔ بعثتِ آخر اور جماعتِ آخرین

''بعثت آخر سے مراد دیندار انجمن والوں کے نزدیک صدیق دیندار ہے کیونکہ اس کے بارے میں لکھتے ہے: حضور سرور عالم ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی چار خلیفہ آپ سے متصل رہیں ہیں، ایسا آخر زمانے میں نہیں ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی بعثت آخر میں آخرین کے جماعت کے سردار حضرت مولانا صدیق دیندار قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد کوئی خلیفہ آپ سے متصل نہیں ہے۔'' (مسدس شمس الضحیٰ، ص 110)

خود سے جماعتِ آخرین کا باطل تصور پیش کرنے والے ملعون کو اس کا مرید سردارِ آخرین ماننے میں کیا شرم محسوس کرے گا؟

اس قسم کے مضحکہ خیز تصورات پیش کرنے والا گروہ، دیندار انجمن، خود کو مسلمان کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟

سیدُ الاوّلین والآخرین دنیا میں صرف ایک ہی ہستی ہیں، اور وہ پیغمبرِ اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

11۔ چن بسویشور

''شنمکھ کو کنڑی میں چن کہتے ہے، چن کے اصطلاحی معنیٰ صدیق کے ہے، صدیق کو حدیثوں میں یوسف علیہ السلام کا مثیل کہا گیا ہے، قرآن کریم نے یوسف ایھا الصدیق کہا ہے لہٰذا آج پچیس سال سے مجھے مکالمہ الٰہیہ جاری ہے۔'' (دعوت الی اللہ، ص 76–75)

چن بسویشور اوتار ہندوانہ اصطلاح ہے، اس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، لیکن دیندار انجمن والے اپنے بیانات میں کھل کر کہتے ہیں کہ چن بسویشور 56 جسمانی نشانات کے ساتھ دنیا میں آیا ہے اور ہزاروں احادیث

میں اس کا ذکر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں، لیکن ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس عنوان پر مکالمے کے لیے تیار ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس صرف جھوٹے دعوے اور خود ساختہ عقائد ہیں، لیکن کوئی دلیل نہیں۔

قادیانی فتنہ دیندار انجمن سے متعلق چند شبہات کا ازالہ

آخر میں دیندار انجمن کی طرف سے پیش کیے جانے والے چند شبہات، جوابات کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ انہیں پڑھنے سے نہ صرف شبہات رفع ہو جائیں گے، بلکہ امید ہے کہ دیندار انجمن کا طریقۂ واردات بھی قارئین کے علم میں آجائے گا۔

شبہ نمبر 1: کیا صدیق دیندار اور اس کے پیروکار قادیانی گروہ یا قادیانیت کی شاخ ہیں؟

جواب: دیندار انجمن کے بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ وہ خود قادیانیوں کی مخالفت کرتے ہیں؛ پھر انہیں قادیانی فکر سے متاثر کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

دیندار انجمن کا بانی کوئی عام قادیانی نہیں، بلکہ وہ آٹھ سال، 1914ء سے 1922ء تک، قادیانی مبلغ رہ چکا ہے، جس کا اعتراف خود بانیِ دیندار انجمن اپنی کتاب دعوت الی اللہ، صفحہ 82 پر کر چکا ہے۔ بعد ازاں، مرزا بشیر کے دعوائے یوسفِ موعود پر اختلاف کی بنا پر، اس نے قادیانی جماعت سے الگ ہو کر 1924ء میں دیندار انجمن کے نام سے تنظیم بنائی۔ لیکن قادیانی جماعت سے علیحدگی کے بعد بانیِ دیندار انجمن صدیق حسین چن بسویشور نے جتنی کتابیں لکھی ہیں، ان میں جگہ جگہ مرزا قادیانی کو مسیحِ موعود اور چودھویں صدی کا مجدد لکھا ہے۔

لہٰذا قادیانیوں کے جتنے بھی گروہ ہیں، وہ تمام ایک دوسرے کی مخالفت کر رہے ہیں، لیکن ان کی ایک دوسرے سے مخالفت کرنے سے وہ ہرگز مسلمان نہیں بن سکتے، جب تک اپنے گروہ کے پیشوا کے جھوٹے اور گستاخانہ عقائد سے برأت اور ساتھ ساتھ مرزا قادیانی اور تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت (بشمول صدیق حسین چن بسویشور) پر لعنت بھیج کر ختمِ نبوت پر ایمان لانے کا اظہار نہ کریں۔

شبہ نمبر 2: دیندار انجمن والے ختمِ نبوت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر انہیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: ختمِ نبوت ماننے کا دعویٰ قادیانیوں کی مرزا مسرور والی پارٹی بھی کرتی ہے، لیکن ختمِ نبوت کی وہ تعریف پیش کرتی ہے جس میں اپنے جھوٹے پیشوا مرزا کے لیے راہ نکالی جائے، یعنی وہ قرآن وحدیث کے مطابق ختمِ نبوت کا جو عقیدہ ہے، اسے نہیں مانتی، بلکہ پوری امتِ مسلمہ سے الگ خود ساختہ تعریف پیش کرتی ہے۔

اسی طرح دیندار انجمن کی کتابوں میں جہاں ختمِ نبوت کی تعریف کی گئی ہے، وہیں دوسری طرف جگہ جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت صدیق دیندار کی شکل میں ہونے کی واضح عبارتیں موجود ہیں، اور ان عبارتوں

سے دیندار انجمن والے برائت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ تو ان کا یہ کہنا کہ ہم ختمِ نبوت مانتے ہیں، بالکل دجل ہے، کیونکہ ختمِ نبوت ماننے والے کسی بھی جھوٹے مدعیِ نبوت کو مسلمان نہیں مانتے، جبکہ دیندار انجمن والے جھوٹے دعوؤں کے باوجود صدیق حسین کو امام الناس، امام الجہاد اور روحانی پیشوا مانتے ہیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کا تقاضا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا عقیدہ رد کیا جائے۔

شبہ نمبر 3: کیا قرآنِ مجید پر ہاتھ رکھ کر ختمِ نبوت پر ایمان کا اقرار کرنا کافی ہے؟

جواب: قرآنِ مجید پر ہاتھ تب رکھیں، جب ایک مرتبہ ختمِ نبوت کو صحیح معنوں میں مان کر مسلمان ہو جائیں۔ کیا کسی غیر مسلم سے قرآن پر حلف لیا جا سکتا ہے؟

شبہ نمبر 4: اگر دیندار انجمن منکرِ ختمِ نبوت ہے تو آئینِ پاکستان میں اس کا نام قادیانیوں اور لاہوریوں کے ساتھ کیوں نہیں لکھا گیا؟

جواب: آئینِ پاکستان میں قادیانیوں کے دو بڑے گروہوں کا ذکر بطور غیر مسلم اقلیت کرنے کے ساتھ، قادیانیوں کے دیگر تمام دھڑوں کے نام لکھنے کے بجائے صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ کسی بھی جھوٹے مدعیِ نبوت کو مصلح یا رہنما ماننے والے غیر مسلم ہیں اور مسلمان کی تعریف سے خارج ہیں۔

اب دیندار انجمن والے ہمت کریں اور جھوٹے مدعیِ نبوت صدیق حسین چن بسویشور کو جھوٹا اور لعنتی کہہ کر ختمِ نبوت پر ایمان کا اظہار کریں تو شرعی اور آئینی طور پر کوئی بھی انہیں غیر مسلم نہیں کہہ سکے گا۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:5)

قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد

۵۲......پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مقابلہ میں رسوائی

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ قصبہ علی پور ضلع سیالکوٹ کے ایک بڑے بزرگ تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے تعاقب میں مختلف علاقوں کے دورے کیے اور قادیانیت کے خلاف تقریریں کیں۔ ۱۹۰۰ء میں جب پیر مہر علی شاہ صاحب لاہور تشریف لائے تھے تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو شاہی مسجد لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے جلد ذلیل ہو کر مرنے کی پیش گوئی کی جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی اور مرزا اس تقریر کے صرف چار دن بعد ہیضہ میں مبتلاء ہوا اور اپنی ہی نجاست پر گر کر چل بسا۔

۵۳......مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہاتھوں شکستیں

بمقام مد مناظرہ ہوا موضوعِ بحث یہ تھا کہ مرزا کے دعوے سچے ہیں یا جھوٹے۔ اس مناظرہ میں سرور شاہ نے منہ کی کھائی۔ مرزا قادیانی کو اس شکست کا پتہ چلا تو اس نے قصیدۂ اعجازیہ میں مولانا ثناء اللہ کو خوب گالیاں دیں اور انہیں گمراہ جھوٹا، مفسد، بھیڑیا، متکبر، جہنم کا رہنما، بچھو وغیرہ القابات دیے۔

۵۴......قادیان آنے کے متعلق غلط پیش گوئی

مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) پر مولانا امرتسر کے متعلق تین پیش گوئیاں کیں۔

الف......وہ تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے قادیان میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔

ب......اگر وہ آئے تو چونکہ وہ جھوٹے ہیں اس لیے وہ مجھ سے پہلے مریں گے۔

ج......میرے اردو اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہیں گے۔

پیش گوئی کے جواب میں جنوری ۱۹۰۳ء میں مولانا ثناء اللہ قادیان پہنچ گئے۔ مرزا کے ساتھ رقعہ بازی ہوتی رہی، لیکن مرزا میدان میں نہ آیا اور نہ ہی پیش گوئیوں کی پڑتال کا کوئی طریق کار وضع کیا۔ تفصیل کے لیے احقر کی کتاب ''تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ'' ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا امرتسری نے قصیدہ اعجازیہ میں موجود اغلاط کی نشاندہی کی اور کہا ان اغلاط کے ہوتے ہوئے یہ قصیدہ معجزہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

۵۵......مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

مولانا ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کا جس شدت سے محاسبہ کیا تھا۔ اس سے تنگ اور عاجز آ کر مرزا نے مولانا امرتسری کے نام ایک خط (۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹) کو بصورت اشتہار شائع کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر میں ایسا ہی جھوٹا اور مفسد ہوں تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سچے کی زندگی میں جھوٹے کو اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلاء کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مرزا کی دعا قبول فرمائی اور اس اشتہار کے تیرہ ماہ بارہ دن بعد تاریخ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۲۴/ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مرزا مر گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں واصل بحق ہوئے۔

۵۶......مرزا کی اپنی عمر کے متعلق غلط پیش گوئی

مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق پیش گوئی کی کہ میری عمر اسی برس یا چند سال زیادہ یا چند سال کم ہوگی۔
(تریاق القلوب ص ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲ حاشیہ)

اس سے زیادہ وضاحت ایک دوسری جگہ مرزا نے کی: ''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ......اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

اب آیئے مرزا کی تاریخ پیدائش معلوم کرتے ہیں۔ مرزا لکھتا ہے: ''اب میری ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

اور مرزا کی وفات ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو ہونا اتنا مشہور ہے کہ اس کے لیے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حساب سے مرزا کی کل عمر ۶۸، ۶۹ سال بنتی ہے جب کہ مرزا کے مزعومہ الہام کے مطابق اس کی عمر کم از کم ۷۴ سال ہونی چاہیے تھی جو کہ نہ ہوئی۔ مرزائیوں نے یہ تاویل کی کہ مرزا قادیانی نے اپنی تاریخ پیدائش غلط لکھی ہے کسی نے تاریخ پیدائش ۱۸۳۷ء قرار دی تو کسی نے ۱۲/فروری ۱۸۳۵ء کسی نے تحقیق کی کہ حضرت ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔

مرزائیوں کی یہ کھینچا تانی صرف اس لیے ہوئی ہے کہ مرزا کی عمر ۷۴ سال ثابت ہو جائے۔ بہر حال مرزا کی عمر اس کے الہام کے مطابق نہ ہونا اس کے لیے ایک بڑی ذلت ہے۔

۵۷......اپنے گھر میں بیٹا ہونے کی غلط پیش گوئی

مرزا نے ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا: ''انا نبشرک بغلام حلیم'' (البشریٰ ج ۲ حصہ اول ص ۱۳۴، بدر ج ۶ نمبر ۳۸ ص ۵)

اس طرز کے متعدد الہامات البشریٰ میں درج ہیں۔ آخری الہام تھا: ”انا نبشرک بغلام اسمه یحییٰ“ لیکن مرزا کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی اور ستمبر ۱۹۰۷ء کے بعد اس کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا اور مرزا اپنے ہی فتویٰ کا مصداق بن کر رہ گیا۔ ”خدا پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۱۸)

۵۸......قادیان میں طاعون نہ آنے کی پیش گوئی

بیسویں صدی کی ابتداء میں ہندوستان میں طاعون پھیلی جس کے متعلق مرزا نے کہا کہ وہ میری دعا کا نتیجہ ہے اور میرے منکرین کے لیے عذاب ہے جو لوگ مجھے نبی مانیں گے، صرف وہی محفوظ رہیں گے باقی ہلاک ہو جائیں گے۔ خلاصہ عبارت۔ (ملفوظات ج ۷ ص ۵۲۲ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی، حقیقت الوحی ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵، دافع البلاء ص ۵، ۸، ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۰)

دافع البلاء میں لکھا: ”بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے“۔ (دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

مرزا کی ان تحریروں کے مطابق قادیان میں طاعون نہ آنا چاہیے تھا، لیکن طاعون آیا اور بڑے زور وشور سے آیا۔ مرزا نے خوف زدہ ہو کر درج ذیل کام کیے۔

۱...... بٹیر کا گوشت کھانا چھوڑ دیا

(سیرت المہدی ج ا ص ۳۸ روایت نمبر ۵۵ قدیم، سیرت المہدی جدید ج ا ص ۴۵ روایت نمبر ۵۶)

۲......وبا والے شہر سے کوئی کارڈ آتا تو اسے چھونے کے بعد ہاتھ دھوتا تھا

(الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۲ ص ۵ کالم نمبر ۳، مؤرخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

۳......طاعون سے بچاؤ کے لیے گولیاں تیار کیں (الفضل ۱۴/ اپریل ۱۹۴۶ء)

۴......مرزا نے اپنا مکان چھوڑ دیا اور قادیان سے باہر واقع ایک باغ میں رہائش اختیار کی۔

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ اوّل قدیم ص ۳۹ مکتوب نمبر ۹۳، مکتوبات احمد جدید ج ۲ ص ۲۴۴ مکتوب نمبر ۹۴)

۵......مرزا نے فتویٰ جاری کیا کہ طاعون سے مرنے والے شخص کو غسل دینے اور کفن پہنانے کی ضرورت نہیں۔ جنازہ کے لیے اس کی میت سے ۱۰۰ گز فاصلہ پر کھڑے ہوں۔ (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۱۶ ص ۵ کالم نمبر ۲، مورخہ ۲۱/ مارچ ۱۹۱۵ء)

۶......مرزا کے اپنے گھر میں طاعون پہنچا اس کی نوکرانی مسماۃ غوثاں اور نوکر ماسٹر محمد دین کو طاعون لاحق ہوا تو انہیں گھر سے نکال دیا گیا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ چہارم ص ۱۱۵ مکتوب نمبر ۳۹، مکتوبات احمد جدید ج ۲ ص ۲۶۷ مکتوب نمبر ۵۹)

۷......مرزا کے بڑے بڑے مرید طاعون سے ہلاک ہوئے، مثلاً برہان الدین جہلمی، محمد افضل ایڈیٹر البدر اور اس کا بیٹا، مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی، مولوی محمد یوسف سنوری وغیرہ۔

۵۹......زلزلہ کی پیش گوئی جو مرزائیت کے لیے ایک زلزلہ ثابت ہوئی

مرزا قادیانی ۹/اپریل ۱۹۰۵ء میں اپنی تازہ وحی لوگوں کو سنائی کہ عنقریب ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۲۶)

لیکن وہ زلزلہ وہ نہ آیا۔ دس گیارہ ماہ سکون سے گزر گئے تو مرزا نے ۲/مارچ ۱۹۰۶ء کو اس عظیم زلزلہ کی دوبارہ پیش گوئی کی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۴۸-۵۵۰)

ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم میں لکھا: ''بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لیے ظہور میں آئے گی۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸)

مزید لکھا: ''آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں (براہین احمدیہ پنجم ص۹۲، خزائن ج۲۱ ص۲۵۳)

مرزا کو اس بڑے زلزلہ کا انتظار ہی رہا۔ چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دی اور وہ پیش گوئی کر کے ذلیل وخوار ہوا۔

۶۰......حرمین شریفین کے درمیان ریل گاڑی چلنے کی غلط پیش گوئی

مرزا کے زمانہ میں خلافت اسلامیہ کا سلسلہ قائم تھا اور ترکی کا فرمانروا مسلمانوں کا خلیفہ یا امیر المؤمنین کہلاتا تھا۔ ترکی حکومت نے حرمین شریفین کے درمیان سفر کی مشکلات کم کرنے کے لیے ریل گاڑی چلانے کا منصوبہ بنایا اور مرزا قادیانی کو اس کی خبر ہوگئی تو اس نے (تحفہ گولڑویہ ص۶۴، خزائن ج۱۷ ص۱۹۵) سمیت کئی کتابوں میں ریل کے مجوزہ منصوبہ کو اپنی سچائی کی دلیل قرار دیا اور ریل چلانے کے اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے تین سال کی مدت مقرر کی۔ تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی تھی۔ اس حساب سے ۱۹۰۳ء تک ریل چلنی چاہیے تھی لیکن مرزا کی اس پیش گوئی کی نحوست یہ پڑی کہ ترکی حکومت نے وہ منصوبہ ہی ختم کر دیا بلکہ خود منصوبہ بنانے والی حکومت بھی نہ رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آج اس پیش گوئی کو جو تین سال میں پوری ہونی تھی، ایک سو پانچ سال ہو رہے ہیں لیکن پوری نہیں ہوئی۔

(جاری ہے)

اخبار الاحرار

51ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس کی بقیہ جھلکیاں

☆......گرمی کی شدت کے باوجود بھی عاشقانِ ختم نبوت ملک بھر سے چناب نگر کی طرف امنڈ آئے اور مجاہدینِ ختم نبوت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر وہاں موجزن تھا۔عمومی وخصوصی مہمانوں کی وصولی کے لیے ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن میں خصوصی مہمانوں اور خطباء کو ڈاکٹر محمد آصف صاحب اور مولانا محمد حنیف صابر نے وصول اور رخصت کیا۔

☆......پنڈال اور مسجد میں گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لیے ہیوی پنکھے لگائے گئے تھے جس سے شرکاء کو بہت سہولت رہی۔

☆......مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کی جماعت کی طرف سے اس مرتبہ تمام شرکاء اجتماع کے لیے دو دن مسلسل میٹھا پانی سکنجبین کا اہتمام کیا گیا۔کئی من چینی کا شیرہ اور لیموں کا رس تیار کر کے ہمراہ لائے عاشقانِ ختم نبوت کی خوب خدمت کی اور دعائیں سمیٹیں۔اس سبیل کا آغاز قائد احرار سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کے ہاتھوں کروایا گیا جبکہ دیگر احرار رہنماؤں نے گاہے بگاہے وزٹ کر کے احباب کی خدمات کو سراہا، جبکہ خطباء اور خصوصی مہمانوں کو ان کے رہائشی کمروں میں پانی پہنچایا گیا، اس خدمت میں محترم جناب محمد عابد (امیر مجلس احرار گوجرانوالہ) حافظ محمد اکمل عالم، حافظ بلیغ الرحمٰن، محمد جاوید اشرف، محمد اجمل عالم، محمد وقاص عالم، عبدالحسیب، عبدالحنان، کلیم اللہ ودیگر نے دل وجان سے شرکت کی۔جبکہ اوکاڑہ سے حاجی خالد محمود، شیخ مظہر سعید کی قیادت میں قافلوں نے شرکت کی۔

☆...... 12 ربیع الاوّل بعد از ظہر دعوت اسلام ریلی جامع مسجد احرار سے روانہ ہوئی، قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری جیپ پر موجود تھے اور ریلی کی قیادت کر رہے تھے۔احرار رضا کاروں کے چاق وچوبند دستے اپنے سالاروں جناب اشرف علی احرار، جناب علی اصغر، جناب لقمان منشاد اور مولانا سید عطاء المنان بخاری کی ہدایات میں جلوس کو کنٹرول کر رہے تھے۔

☆......جلوس میں احرار کے سرخ ہلالی پرچم اور پاکستان کے سبز پرچم کثیر تعداد میں موجود تھے، جبکہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے حوالے سے مختلف تحریروں پر مشتمل بینرز بھی موجود تھے۔

☆......مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کی جماعت کی طرف سے ایک بہت بڑا پرچم تیار کیا گیا تھا جسے 12 افراد نے بانسوں پر اٹھا رکھا تھا جس نے جلوس میں ایک عجیب منظر بنا دیا ہر شخص اس پرچم کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا اور جماعت کے احباب کو داد تحسین دے رہا تھا۔

☆......شرکاء جلوس کو گرمی کی شدت سے بچانے اور فضاء کو بہتر کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام چناب نگر کے

کارکنان جلوس کے مکمل دورانیے میں سپرے والی ٹھنڈے پانی کی ٹینکیاں اٹھائے ہوئے شرکاء پر پانی کی پھوار پھینکتے رہے اور دعائیں سمیٹتے رہے۔

☆...... جلوس شروع ہوتے ہی تمام شرکاء میں ہزاروں پانی کی بوتلیں مرکز کی طرف سے تقسیم کی گئیں جبکہ دوران جلوس مولانا ملک طاہر حسین، مفتی محمد شعیب، بھائی عبدالرحمٰن، بھائی محمد طلحہ اور ان کی ٹیم کے افراد نے مختلف مقامات پر سبیلیں بھی لگائیں اور پانی کی بوتلیں بھی تقسیم کیں۔

☆......کھانے کے ٹوکن، اور پنڈال کے قریب استقبالیہ کیمپ کی مکمل نگرانی مولانا مفتی نجم الحق کرتے رہے، بجلی کے نظم کو قاری محمد بلال، محمد ساجد نے بہت ہمت سے سنبھالا، مجمع کو پانی پلانے کے حوالے سے قاری محمد کاشف صاحب مدرس مدرسہ ختم نبوت نے خدمات پیش کیں، جبکہ دیگر مختلف امور میں مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار اور بخاری ماڈل ہائی اسکول کے مدرسین نے شب و روز خدمات پیش کیں۔☆......عمومی کینٹین میں چناب نگر کے کارکنان نے بڑے حوصلے ہمت اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو دن مہمانوں کو کھانا کھلایا۔

☆......مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان پر جماعت کی تاریخ، سوانح حضرت امیر شریعت، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت صحابہ کرام علیہم الرضوان، ختم نبوت، ردقادیانیت، تاریخ و ادب اور کئی موضوعات پر مفید کتب موجود تھیں جبکہ آیت ختم نبوت، عشرہ مبشرہ، امہات المؤمنین، خلفاء راشدین کے اسماء پر مشتمل وال کلاک، پرچم احرار سے مزین پی کیپ، گلاس، کپ، وغیرہ بھی موجود تھے۔

☆...... یہ اجتماع ملک بھر میں ہونے والے تمام اجتماعات، کانفرنسز، سیمینارز اور پروگراموں سے منفرد اور ممتاز ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام شرکاء، معاونین، خدام اور احباب کو جزائے خیر عطاء فرمائیں آمین

سالانہ تحفظ ختمِ نبوت کانفرنس—لاہور

مجلس احرار اسلام لاہور کے زیرِ اہتمام مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام پاکستان، نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں سالانہ تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس 4 اکتوبر 2026 کو منعقد ہوئی۔

کانفرنس میں قائد احرار سید محمد کفیل بخاری (مرکزی امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)، شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمٰن المہند (سرپرست مجلس احرار لاہور اور شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)، مولانا امجد خان (امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب)، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا ابتسام الٰہی ظہیر (چیئرمین قرآن وسنہ)، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ (مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا زبیر الحسن (نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور)، مسلم لیگ (ن) کے رہنما حافظ میاں محمد نعمان، میاں محمد اویس (مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)، حاجی محمد ایوب

میر (صدر مجلس احرار اسلام لاہور)، قاری محمد قاسم بلوچ (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام لاہور)، ڈاکٹر غضنفر عزیز (سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام) پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما بیرسٹر عامر حسن، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا فداء الرحمٰن حیدری، ڈاکٹر عمر فاروق احرار (سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا رضاء الحسن قادری، قاری حنیف حقانی (رہنما ورلڈ پاسبان ختم نبوت)، ڈاکٹر ضیاء الحق قمر (نائب صدر مجلس احرار اسلام لاہور)، قاری عبدالعزیز یوسف، ملک کے معروف نعت خاں حسن افضال صدیقی، اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

کانفرنس کا انعقاد 7 ستمبر 1974ء کے تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں کیا گیا، جس میں مقررین نے عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت، 7 ستمبر 1974ء کی تاریخی جدوجہد اور اس حوالے سے قومی وملی جدوجہد پر روشنی ڈالی۔

☆......☆......☆

مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے زیر اہتمام سالانہ امیر شریعت وفتح قادیان سیمینار کا انعقاد

(رپورٹ: محمد احمد ’’سیکرٹری نشر واشاعت بخاری یونٹ چنیوٹ‘‘) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مرکز احرار، ختم نبوت سنٹر، جامع مسجد مدنی، محلّہ بخاری ٹاؤن سرگودھا روڈ چنیوٹ میں سالانہ امیر شریعت وفتح قادیان سیمینار 10 اکتوبر 2026 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر جناب میاں محمد اویس صاحب کی سرپرستی اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد مغیرہ مدظلہ کی نگرانی میں منعقد ہوا۔

اجلاس کی صدارت مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے سرپرست مولانا قاری محمد یامین گوہر صاحب نے کی جبکہ مہمانان خصوصی میں مخدوم زادہ حضرت مولانا سید محمد زکریا شاہ صاحب مدظلہ (خانقاہ عبیدیہ فیصل آباد)، مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم تبلیغ وڈیجیٹل میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا سید عطاء المنان بخاری مدظلہ اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی مولانا حافظ نصیر احمد احرار اور حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہ تھے۔

بعد نماز عشاء احرار کارکن قاری محمد عمر حیات اور چنیوٹ کے مایہ ناز قاری محمد ابوبکر صاحب نے تلاوت کلام پاک سے سیمینار کا آغاز کیا اور کم سن نعت خواں محمد مکی حفظہ اللہ نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔

نقابت کے فرائض حضرت مولانا محمد عمیر صفدر (ناظم خدام فکر اسلاف چنیوٹ) نے ادا کیے جبکہ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلی حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور احرار کے قادیان میں اکتوبر 1934 کے فاتحانہ داخلے اور احرار تبلیغ کانفرنس قادیان کے احوال پر تفصیلی گفتگو فرمائی جس سے سامعین وحاضرین کو مجلس احرار کے تاریخی پس منظر سے واقفیت حاصل ہوئی۔ مخدوم زادہ جناب مولانا سید زکریا شاہ صاحب نے حضرت امیر شریعت وابناء امیر شریعت رحمھم اللہ کے تصوف وطریقت سے متعلق واقعات اور ابناء امیر شریعت بالخصوص اپنے

جامعہ خیر المدارس کے زمانہ طالب علمی میں ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ اور حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ ملاقاتوں کے احوال کا تذکرہ کیا۔

حضرت مولانا نصیر احمد احرار نے اپنے آباء واجداد کا احرار سے تعلق، شاہ جی رحمہ اللہ سے نسبت ومحبت اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے سیاسی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریک خلافت، برصغیر کی تقسیم اور قیام واستحکام پاکستان سمیت ان کی زندگی کے واقعات بیان کیے۔

حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کی حضرت شاہ جی سے ملاقات 1953 کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت میں قید وبند اور شاہ جی کی ہی برکت سے اس مقدس مشن کے ساتھ وابستگی کا تذکرہ کیا۔

مولانا کی گفتگو کے بعد قاری محمد قاسم بلوچ صاحب کی مختصر تلاوت ہوئی اور صدارتی گفتگو حضرت مولانا قاری محمد یامین گوہر صاحب نے کی جس میں ابناء امیر شریعت رحمھم اللہ کے ساتھ بیتے لمحات کو یاد کیا اور انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔ آخری خطاب مولانا سید عطاء المنان بخاری مدظلہ کا تھا جس میں انھوں نے اس کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کی حیات میں یہ سیمینار اکتوبر میں مستقل بنیادوں پر ہر سال ہوتا تھا اور ان کی علالت کے باعث تعطل کا شکار ہوا جو کہ اب دوبارہ سے شروع کیا گیا ہے اس اعتبار سے یہ سالانہ روایتی قدیمی سیمینار ہے۔ انھوں نے شاہ جی کی زندگی کے مختلف ادوار اور پہلوؤں پر ایک گھنٹہ سے زائد گفتگو کی اور عوام شاہ جی رحمہ اللہ کی محبت وعقیدت میں ان کی ذاتی و جماعتی زندگی، ان کے اخلاق، کردار، ختم نبوت اور آزادی کی جدوجہد کے لیے قربانیوں بھری زندگی کی داستان سن رہے تھے اور انکی آنکھیں شاہ جی کی یاد میں اشک بار تھیں۔ واقعی شاہ جی کا اخلاص، للّٰہیت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی والہانہ محبت اور ان کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ آج چوتھی نسل بھی ان کا ذکر سننا پسند کرتی ہے اور ان سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ ایک سو سال ہو گئے ان کی جماعت مجلس احرار اسلام پوری آب وتاب کے ساتھ ان کے مشن کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔

سیمینار میں لاہور سے محترم جناب ڈاکٹر محمد آصف (مرکزی نائب ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام) نے بطور خاص شرکت کی اور نو مسلمین سے ملاقاتوں اور مشاورت کا سلسلہ رہا۔

امیر شریعت سیمینار کی جھلکیاں:

اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاری عبدالحمید حامد مدظلہ، مولانا سیف اللہ خالد صاحب نے اتحاد علماء دیوبند چنیوٹ کا اجلاس طلب کیا جس میں شہر بھر کے ائمہ مساجد وعلماء خطباء تشریف لائے جبکہ حضرت مولانا

محمد الیاس چنیوٹی نے خصوصی شرکت کی۔

اجتماع کی مشاورت اور تشہیری مہم کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے امیر حضرت مولانا محمد طیب چنیوٹی، حضرت مولانا ملک طاہر حسین (رکن صوبائی عمومی جمعیت علماء اسلام)، حضرت مولانا محمود الحسن (ناظم مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر) مولانا محمد عمیر صفدر (ناظم خدام فکر اسلاف) مولانا محمد عثمان ممتاز (مبلغ مجلس احرار اسلام) نے اپنے رفقاء کے ساتھ بنیادی کردار ادا کیا قدم قدم پر مشاورت رہی۔ شہر بھر میں دعوتی مہم، اشتہارات، مساجد میں اعلانات کا سلسلہ جاری رہا۔

10 اکتوبر ہفتہ کے روز صبح کو چناب نگر مسلم ہسپتال میں فری میڈیکل کیمپ کی مصروفیت رہی اور بعد نماز ظہر اجتماع گاہ کی تیاری کا سلسلہ شروع ہوا، بینرز، اسٹیج، پرچم وغیرہ سے پنڈال اور مسجد کے صحن کو خوب سجایا گیا جس میں احرار رضا کار اور خدمت اتحاد گروپ چنیوٹ کے احباب کی محنت شامل تھی۔

مغرب کی نماز میں چنیوٹ، چک بخاریاں، موضع بخاریاں، چناب نگر، چاہ مخدوم، چھنی قریشیاں، ڈاور، طاہر آباد، فیصل آباد، چک منصوراں اور دیگر علاقوں سے قافلے پہنچے جبکہ سلانوالی اور لاہور سے قافلے عشاء کے قریب پہنچے۔

مقامی علماء کرام میں سے اکثر کی شرکت ہوئی جن میں مولانا مفتی لعل جوہر خان، مولانا حافظ محمد ادریس، مولانا مفتی فیصل رشید، مولانا احسان اللہ، مولانا بلال احمد خان، مولانا محبوب احمد، مولانا مفتی محمد اعظم، مولانا ملک خلیل احمد اشرفی، مولانا سیف الرحمٰن، مولانا ضیاء الحق چنیوٹی، ڈاکٹر پیر عابد علی نقشبندی مولانا محمد عرفان وغیرہ نمایاں ہیں۔

مجلس احرار چناب نگر کے امیر مہر ریاض احمد ہرل، جناب عبدالمجید زمان، مولانا محمد جاوید مخدوم، قاری محمد بلال مخدوم، قاری محمد صدیق، ماسٹر محمد شہباز تبسم، چنیوٹ سے صفدر علی احراری، غلام مصطفی، محمد طلحہ شبیر، محمد رفیق احراری، محمد قذافی، محمد اسلم، حافظ محمد شاہد مختلف یونٹس سے احباب کے ہمراہ آئے، موضع بخاریاں سے مولانا عمر فاروق، بھائی اورنگ زیب بڑے قافلے کے ہمراہ تشریف لائے، سلانوالی سے بھائی محمد ذیشان، عبدالقدیر احراری، محمد عارف، مولانا مفتی محمد طلحہ، ندیم معاویہ قافلہ کے ہمراہ آئے، لاہور سے جناب میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد آصف صاحب، قاری محمد قاسم بلوچ، عبید الرحمٰن شریک ہوے، جبکہ فیصل آباد سے سالار احرار بھائی اشرف علی احرار، محمد عدنان، محمد فرحان، مولانا محمد صدیق نقشبندی قافلہ کے ہمراہ آئے۔ مقامی احباب میں محترم جناب حاجی عبدالمجید خان، محترم جناب حاجی عبدالعزیز خان، محترم جناب حاجی محمد عمر صاحبان نے اجتماع کو کامیاب بنانے میں مفید مشورے اور کئی امور میں بھرپور تعاون کیا۔

اجتماع عشاء سے متصل شروع ہوا اور رات 12:30 بجے میاں محمد اویس صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

مسافران آخرت

☆......جرنیل احرار حافظ محمد اکبر اعوان مرحوم سابق مرکزی ناظم اعلی مجلس احرار اسلام پاکستان کی بہواور حافظ محمد شبیر احمد اعوان کی اہلیہ، انتقال 28 ستمبر 2026

☆......مجلس احرار چیچہ وطنی کے دیرینہ رکن ماسٹر رشید احمد (چک نمبر 30 / 11-ایل، چیچہ وطنی) انتقال یکم اکتوبر۔ 30 / 11-ایل قادیانیوں کا مشہور گاؤں ہے جہاں کا نمبر دار اور مقتدر طبقہ قادیانی ہیں۔ 1980ء کی دہائی میں ماسٹر رشید احمد ہی وہ شخص تھے جن کی کوششوں اور تعاون سے مجلس احرار کا ایک قافلہ مجاہد ختم نبوت حاجی عبداللطیف خالد چیمہ مدظلہ کی قیادت میں چیچہ وطنی شہر سے چک نمبر 30 / 11-ایل کی جانب روانہ ہوا، جہاں پہنچ کر قادیانیوں کے بیریئر کو توڑا گیا، قادیانی نواز انتظامیہ اور پولیس کی ناکہ بندی کو بھی توڑتے ہوئے کارکنان احرار جلوس کی شکل میں گاؤں میں داخل ہوئے اور پہلی بار وہاں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی۔

☆......مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر محمد ایوب میر صاحب کے صاحبزادے گوہر ایوب انتقال: 6 اکتوبر 2026 نماز جنازہ میں قائد احرار سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن، ملک محمد یوسف، ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری، قاری محمد قاسم بلوچ سمیت احرار کارکنان ورہنمایان نے شرکت کی اور دعائے مغفرت کی۔

☆......مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنماء جناب رانا محمد ہاشم علی صاحب (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مرکزی تنظیم تاجران جنوبی وصدر ختم نبوت چوک ملتان) کی اہلیہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ انتقال: 6 اکتوبر 2026ء

☆......مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن جناب محمد عاطف (عاطف بیڈ شیٹ حرم گیٹ ملتان والے) کے بھائی عبید الرحمٰن مرحوم 8 اکتوبر 2026 کو انتقال کر گئے۔

☆......مجلس احرار اسلام کہروڑ پکا کے ناظم کاشف جاوید چوہان کی خالہ محترمہ، ڈاکٹر محمد افضل مرحوم کی اہلیہ، بلال احمد افتخار اور سرفراز تھہیم کی بہن۔ انتقال 12 اکتوبر 2206

☆......مجلس احرار کہروڑ پکا کے ناظم کاشف جاوید چوہان کے پھوپھو زاد بھائی اللہ دتہ مرحوم کے بڑے فرزند محمد اسلم۔ انتقال 13 اکتوبر 2026

☆......مجلس احرار اسلام بورے والہ کے مخلص کارکن محترم غلام رسول رحمہ اللہ، انتقال: 16 اکتوبر 2026ء

☆......مجلس احرار اسلام رحیم یارخان کے رہنما محترم حافظ محمد ندیم کی بڑی ہمشیر مرحومہ، انتقال: 8 اکتوبر 2026ء

☆......مجلس احرار کے رفیق فکر، مرکز احرار ختم نبوت تلہ گنگ کے نمازی حاجی ماسٹر محمد صادق انتقال: 22 اکتوبر۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلی مولانا محمد مغیرہ تعزیت مسنونہ کے لیے تشریف لائے۔

اللہ تعالی تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور درجات بلند کریں قارئین دعائے مغفرت وایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

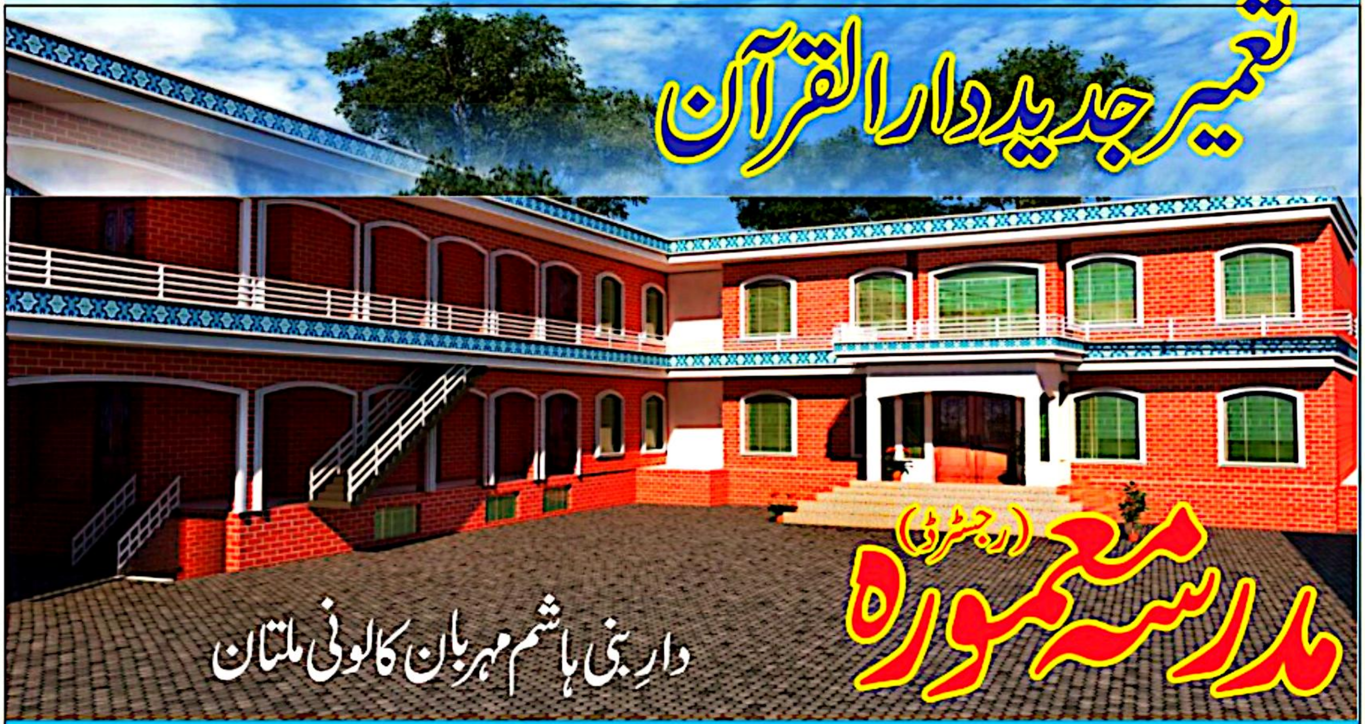

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دارالقرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

★ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دارالحدیث، دارالاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (6,00,00,000) چھ کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ سید محمد کفیل بخاری 061-4511961, 0300-6326621

مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد احرار چنیوٹ چناب نگر

پہلا لنٹر رمضان 1447 میں مکمل ہوا

احباب نقد و سامان کی شکل میں تعاون فرما کر اس کار خیر کو مکمل کروائیں

جزاکم اللہ خیرا و احسن الجزاء

سید عطاء المنان بخاری
منتظم اعلیٰ مدرسہ ختم نبوت چناب نگر
03017181267

تعمیر وضو خانہ

- تین منزلہ وضو خانوں و طہارت خانوں کی تعمیر جاری ہے

پہلی منزل میں پانی، بجلی، سیوریج، اور دروازوں وغیرہ کا کام مکمل ہو گیا ہے

- دوسری منزل میں پانی کی فٹنگ، سیوریج فلش وغیرہ لگ گئے ہیں

جبکہ بجلی، دروازے اور دوسرے لنٹر کا کام فوری کرنا ہے۔

- تیسری منزل اور بڑے سیمینٹڈ واٹر ٹینک سمیت ٹائل ماربل کا مکمل کام باقی ہے

جس پر اس مہنگائی میں تقریباً **ایک کروڑ روپے** مزید لاگت آئے گی۔

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس